

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً

اپنے رب کو نزاری اور آہستگی سے پکارو ؟

اَمِنْ يٰ اَخْفَا

(آمین آہستہ کہنی چاہیے)

بلند آواز سے آمین کہنا قرآن و احادیث و سنت کے خلاف ہے
اسی پر اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم جمہور تابعین رضی اللہ عنہم ائمہ حضرات کا متفقہ عمل
ہے دہائی، نجدی مولویوں کو لا جواب کر دینے والی واحد کتاب آمین بالانفا
پڑھیں اور نمازیں درست کریں۔

مؤلف

جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والأصول شیخ الحدیث

أبو العلاء مفتی محمد عبد اللہ قادری اشرفی رضوی برکاتی

ناظر و مہتمم دارالعلوم دارالافتاء تحقیقہ قصوری (پاکستان)

فہرست

| صفحہ نمبر | مضامین | نمبر شمار |
|-----------|---|-----------|
| ۷۱۸ | مقدمہ | ۱ |
| ۷۱۹ | آئین بھی ایک دعا ہے لہذا آہستہ کہنی چاہیے | ۲ |
| ۷۲۲ | نفسِ مسد کی نوعیت | ۳ |
| ۷۲۳ | حقیقتِ حلال | ۴ |
| ۷۲۵ | لطیفہ | ۵ |
| ۷۲۸ | فضائلِ تائین | ۶ |
| ۷۳۶ | انفرادِ آئین کے دلائل | ۷ |
| ۷۴۳ | امام شعبہ کا مقام حدیثِ امیر المومنین فی الحدیث | ۸ |
| ۷۴۹ | مساکم | ۹ |
| ۷۵۰ | اصولِ حدیث | ۱۰ |
| ۷۵۱ | امام مالک، امام نسائی و بختاری شریف | ۱۱ |
| ۷۵۳ | ولامیہ کے اعتراضات ادا ان پر جرح و قدح | ۱۲ |
| ۷۶۱ | کیا غوث الاعظم آئین ادنیٰ کہتے تھے؟ | ۱۳ |
| ۷۶۳ | صحابِ کستہ والے عقائد ہیں | ۱۴ |
| ۷۶۳ | اعتراض غیر متقدمین | ۱۵ |
| ۷۷۰ | نقشہ تلامذہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ | ۱۶ |

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَيْكَ وَالْكَرَامَاتُ يَا حَسِبَ اللَّهُ

مقدمہ

احناف کے نزدیک ہر نمازی خواہ نام ہو یا مقتدی یا کیلا اور نماز چہری ہوا ہر پری آئین
آہستہ کہتے ہیں مگر غیر مقتدین و ایہوں کے نزدیک چہری نماز میں امام و مقتدی بلند آواز سے
پڑھ کر آئین کہتے ہیں، جو قرآن و احادیث اذال صحابہ کرام، جمہور تابعین کرامؓ اور ائمہ حضرات
کے خلاف ہے۔

لیکن دایوں نے محض دھوکہ بازی یا بال علمی کی وجہ سے شور مچا رکھا ہے کہ احناف
اہل سنت کے پاس آہستہ آئین کہنے کے لیے کوئی دلائل موجود نہیں ہیں حالانکہ سرسری جھوٹے
ہیں ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی فعل ثابت نہیں ہے جب احناف (اہل سنت)
کے اہل قرآن و احادیث اذال صحابہ کرام رضی اللہ عنہما و تابعین کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ
حضرات کے دلائل موجود ہیں۔ انشاء اللہ ہم تارین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور آخر میں دایوں
لوگ جو دلائل دے کر اہل سنت کے عوامی ذمہ داریوں کو گمراہ کرتے ہیں ان پر جرح و دفع بھی لکھی
ہیں پھر ناظرین کو اچھی طرح واضح ہو جائے گا کہ دایوں کا شور مچانا محض ان کی جبالت
پر مبنی ہے۔

مقام غور عزیز قارئین کرام آپ کو معلوم ہو گا کہ تمام چیزوں کا علم قرآن پاک میں
موجود ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد و گرامی ہے۔ **وَلَا تَطْبَعُوا لِكَيْسٍ إِلَّا فِتْنَةً**
لِكَيْ يَمْيِزَ بَيْنَ الَّذِينَ يَشَاءُ اور کوئی چہری اور کوئی چیز نہیں مگر کتاب و روشنی میں (مکھی
ہوتی) ہے۔

ایک جگہ فرمایا۔ **وَلَتَنْفِصِلَ لِكُلِّ شَيْءٍ** ہر چیز کی تفصیل قرآن پاک میں موجود
ہے (اعراف ۳) جب ہر مسئلہ قرآن پاک میں موجود ہے اور ضرور ہر ضرور موجود ہے ہیں

مسئلہ میں بھی پہلے قرآن پاک سے ثابت کرنا چاہیے کہ قرآن پاک کا کیا حکم ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **فَإِنْ تَنَزَّعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ**
..... الخ یعنی اگر کسی بات (مسئلہ) میں اختلاف واقع ہو تو وہ مسئلہ لے کر خدا تعالیٰ اور اس
کے رسول کی طرف رجوع کرو الخ (اہل سنت احناف) اور غیر مقتدین دایوں کا
اختلاف مسئلہ آئین بالا خلاف یا جہری ہونا تو ہم تعلیم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوتے اس
اختلاف کو پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کر کے معلوم کرتے ہیں پھر احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کی طرف رجوع کر کے معلوم کریں گے تو تارین کرام کو چاہیے کہ بغیر مطالعہ کریں انشاء اللہ
تعالیٰ مسئلہ در روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

آئین بھی ایک دُعا ہے، آہستہ کھنی چاہیے

آیت نمبر ۱۰۱ **تَعَالَىٰ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً** یعنی اپنے رب کو زاری اور
اور آہستگی سے پکارو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو رحمت نہیں رکھتا۔
آیت نمبر ۱۰۲ **لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ إِذَا نَادَىٰ رَبَّهُ مِنْ دُونِ الْخِيَابِ** یعنی حضرت زکریا علیہ
السلام نے جب اپنے رب کو آہستگی سے پکارا۔

آیت نمبر ۱۰۳ **قَدْ أَجْنَبْتَ دَعْوَتَكُمْ** یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے تھے
اور حضرت ہارون علیہ السلام آئین کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری دعا کو قبول کر لیا (جہاں شریف)
آیت نمبر ۱۰۴ **وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ** یعنی جب سوال کریں
بندے میرے مجھ سے پس میں ان کے پاس ہوں۔

آیت نمبر ۱۰۵ **وَإِذَا كُذِبْتُمْ فَتَضَرَّعُوا** یاد کرو اپنے جی میں گڑگڑا کر

پس ان آیات و بیانات سے یہ ثابت ہو گا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا عاجزی اور آہستگی سے
مانگنی چاہیے چنانچہ تمام انبیاء علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے آہستگی اور گڑگڑائیں مانگیں۔

اور صاحب فتح المبین صفحہ ۳۸ میں عطا سے نقل ہے کہ آئین دُعا ہے کیوں کہ کسی صاحب کے دل میں سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دُعا کے لیے فرمایا ہے کہ آہستگی سے دُعا کرو تمام آیات سے یہی مراد ہے کہ دُعا میں آہستگی سے کرو تمام انبیاء علیہ السلام نے آہستگی سے دُعا میں کیا ہیں تو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمائی ہیں۔

سب سے پہلے آئین کو دُعا ثابت کرتے ہیں کہ آئین بھی دُعا ہے جسے ہم نے پہلے صاحب فتح المبین کا حوالہ دیا اب بخاری شریف کا حوالہ سماعت فرمائیں کَمَا نَقَلَهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ عَطَاءٌ أَمِينٌ دُعَاءُ یعنی کہا عطاء نے کہ آئین دُعا ہے بخاری شریف

قارئین کہ پہلے ہم نے قرآن پاک سے ثابت کیا کہ دُعا میں آہستگی سے مانگی جائیے۔

اب بخاری سے اور فتح المبین وغیرہ سے ثابت کیا کہ آئین بھی دُعا ہے بخاری میں آہستگی سے کہنی چاہیے۔ صاحب فتح القدر نے لکھا ہے کہ ابن مسعود نے فرمایا اَذْبَعْ بِخَفِيفِ الْإِيمَانِ

التَّوَهُُّدُ وَالشُّعْوَذُ وَالشُّعْمِيَّةُ وَالشَّامِيَّةُ یعنی چار چیزیں ایمان آہستہ کہے اعوذ اور

بسم اللہ اللہم اور بسم اللہ شریف اور آمین اور آمین الحقائق باب صفۃ الصلوۃ میں باری طور

لکھا ہے۔ وَلَنَّا حَلَدُ يَتَشَأُوْا اَوَّلُ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَمِيْنٌ وَخَفِضَ بِهَا

صَوْتَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ وَالدَّارِ قُطْنِي وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُطْفِئُ

الْإِيمَانُ اَذْبَعُ التَّوَهُُّدُ وَالشُّعْمِيَّةُ وَآمِيْنٌ وَرَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ الخ کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی اخفا (آہستہ) کیا دارقطنی نے اور فرمایا حضرت عمر خطاب

رضی اللہ عنہ نے ایم چار چیزوں کو اخفا (آہستہ) کرے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَوَّلُ بسم اللہ شریف اور آمین

اور دینا لک الحمد اور بہت بڑی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جماعت کا اس پر اتفاق

ہے تو عزیز قارئین کہ اس ایک طرف غیر متقلدین دہائی ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس

کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اب آپ جس کو

چاہیں ترجیح دے سکتے ہیں اور عمل کر سکتے ہیں کیوں کہ جو کسی سے محبت و عقیدت رکھتا ہے

وہ اسی کے اقوال افعال پر اپنے اپنے اعمال کو ترجیح دیتا ہے اور جس کے ساتھ محبت و عقیدت ہوگی قیامت میں بھی حشر اسی کے ساتھ ہوگا۔ اب آپ دلائل مفصلہ حقائق کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔

آئین بالا خفا۔ منشاء از روی کے عین مطابق ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ہم بھی ذکر

کر آتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ بھی آمین آہستہ تھی اور ہم انشاء اللہ

ثابت کریں گے۔ آئین بالا خفا کی احادیث جن صحابہ کرام سے مروی ہیں وہ تمام صحابہ

کرام فقہاء تھے اور امام بخاری کرام کا اسی پر اتفاق ہے کہ آمین آہستہ کہی جاتے تا بعین عظام

تبع تابعین کرام کا بھی یہی مسکت ہے کہ آمین آہستہ کہنی چاہیے۔ محدثین عظام و امام اعظم ابو حنیفہ

امام کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اسی پر عمل رہا۔ جن محدثین کی کتب میں آمین بالا خفا کی احادیث

مروی ہیں۔ بخاری اسلم ابن ابیہ ابوداؤد، نسائی، ترمذی، بیہقی، مشکوٰۃ، طحاوی، عینی

شرح برہان، موطاء، ابویوسف، موطاء امام محمد، موطاء امام مالک، عبدالرزاق، حافظ ذہبی، ابن حبان

دارقطنی، اردو مختار، قرطبی، امام عینی، امام قسطلانی شرح بخاری میں، ملا علی قاری مرقاۃ

شرح مشکوٰۃ، فتوحات دہلیہ شرح اربعین نووی، فاضل ابن عطیہ، علامہ مشرانی جمع النہد،

النجار، الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ، شرح جامع صغیر علامہ جلال الدین سیوطی، محقق اعظم

علامہ عبدالحق محدث دہلوی، امام غزالی، امام رازی، ابانیرید بسطامی ان کے سارے متبعین

جن میں انھوں اولیاء علماء محدث، فقہاء مفسرین داخل ہیں ان جملہ نفوس قدسیہ کا

آئین بالا خفا پر اجماع ثابت ہے۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

محمد بشیر القادری کراچی

دیگ تحصیل و ضلع قصور

۹ اپریل ۱۹۹۰ء

نفس مسئلہ کی نوعیت

۱۔ احناف کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں آمین کو اخفاء اور اسرار کے ساتھ کہا جائے آمین کو آہستہ کہا جائے اور کچی آواز سے نہ کہا جائے۔ اور یہی مذہب امام مالک علیہ الرحمۃ کا ہے۔ اور مذہب امام شافعی علیہ الرحمۃ اور امام احمد علیہ الرحمۃ ان دونوں کا آمین کے خلاف ہے چنانچہ علامہ کرمانی شارح بخاری فرماتے ہیں۔ واختلفوا فی جہر ہا فمذہب الشافعی و احمد الجہر و مذہب الکوفیین و مالک السسر

(تفسیر بخاری ص ۱۸۱ جلد اول مطبوعہ کراچی)

۲۔ غیر مقلدین ابراہیم اور مجتہدین کہ ہمارے پاس امین بالجہر کے دلائل میں اور احناف کے پاس آمین بالاخفاء کے کوئی دلائل نہیں ہیں۔ یہ سنت کے خلاف کرتے ہیں۔ حالانکہ ان غافلوں کو پتہ ہی نہیں کہ دلائل کیا ہوتے ہیں ایہ امر مسلمات سے ہے کہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت اور تقریب نام ہونی چاہیے تب دعویٰ ثابت ہوگا مگر ان کے دعویٰ اور دلائل میں کوئی مطابقت ہوتی ہے اور نہ ہی تقریب نام۔ تو پھر دعویٰ کیسے ثابت ہوگا۔

۳۔ لطیفہ | دعویٰ غیر مقلدین کا یہ ہے کہ امین بالجہر کہنی چلبیٹے۔ دلیل میں احادیث مذہباً صوتہ کو پیش کرتے ہیں سامعین اب غور کیجئے کہ دعویٰ خاص اور دلیل عام ہے اور ہر امر مسلمات سے ہے کہ وجود عام! وجود خاص کو مستلزم نہیں ہے۔ جب دونوں میں اختلاف ہو تو ہر دو مطابقت اور تقریب نام نہ ہوتی۔ دعویٰ ثابت نہ ہوا۔ لہذا دعویٰ باطل ہوا غیر مقلدین! مرقہ آمین بالاخفاء اور آمین بالاخفاء میں بھی ہوتا ہے۔

لطیفہ | اسی طرح اپنے دعویٰ پر غیر مقلدین احادیث ائمہ اور حدیث قبولوا امین پیش کرتے ہیں یہ ان کے دعویٰ امین بالجہر کو کسی صورت میں بھی مفید نہیں ہیں۔ ان

دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ آمین کہو۔ دعویٰ یہ کہ امین بالجہر کہو اور دلیل امین کہو۔ دعویٰ خاص دلیل عام یعنی جہر اور اخفاء دونوں کو شامل ہے۔ وجود عام! وجود خاص کو مستلزم نہیں لہذا دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہ ہوتی۔ دعویٰ باطل ہوا نیز دعویٰ مفید ہے اور دلیل مطلق ہے۔ اب مفید اور مطلق میں مطابقت ہی نہیں کیوں کہ المفید بجز علی تفسید! اور المطلق بجز علی اطلاق! یعنی مفید اپنی تفسید پر جاری رہتا ہے اور مطلق اپنے اطلاق پر تو مطابقت کیسے ہوتی؟ لہذا دعویٰ باطل ہوا۔ اگر قبول (قول) سے امین کا جہر ثابت ہے تو قیل ہوا اللہ احد۔ کو بھی جہر ہی پڑھنا چاہیے۔ اور قیل اعوذ برب الفلق اور قیل اعوذ برب السّاس سے بھی جہر ثابت ہوگا۔ اسی طرح احادیث میں ہوگا کہ جب صبح کو اٹھو تو یوں کہوں اور جب سونے کو تو یوں کہو جب کھانا کھاؤ تو یہ کہو اور جب قرآن حکیم ختم کر دو تو یہ کہو تو ان سب ادعیہ ناظرہ (ادعیہ سنونہ) کا جہر سے پڑھنا ثابت ہوگا حالانکہ ایسا نہیں۔ اس طرح جب امام سمع اللہ لمن حمد کہے تو حدیث میں آیا ہے تم ربنا مالک الحمد کہو ایسے التعمیات پڑھنے کے متعلق لفظ قبولوا آیا ہے تو یہاں پھر غیر مقلدین ان سب کو جہر سے پڑھنا کیوں منون قرار نہیں دیتے ان کو آہستہ کہیں کیوں منون قرار دیتے ہیں حالانکہ قبولوا اور قیل ان میں بھی موجود مذکور ہے معلوم ہو کہ غیر مقلدین کا قبولوا کے صیغہ سے امین بالجہر ثابت دلال کرنا محض منالطہ اور عوام کو فریب دہی ہے۔

غیر مقلدین فرقہ دہلیہ کا یہ طیرہ بن چکا ہے اور سچی سمجھی اسکیم اور ان کی سازش کہ سنو کہ سنو کو فروعی مسائل مسئلہ امین

حقیقت حال

اور مسئلہ فاتحہ خلف الامام اور مسئلہ نفع بدین اور ختم طعام اور گیدہ ہونے شریف مسئلہ زلورج میں ابھاسے رکھیں تاکہ سنی حنفی حضرات ہماری اعتقاد کی مسائل کی طرف نہ آئیں اور ان میں بحث مباحثہ نہ کریں تاکہ ہم ذلیل رسوا اور خایث و خاسر نہ ہوں کیوں کہ جب یہ سنی

حضرات ہمارے عقائد باطلہ فاسدہ کاسدہ پر مطلق ہوں گے تو یہیں دال - خدا - عین کہیں گے ان کے عقائد باطلہ کفریہ ملاحظہ ہوں۔

| عقائد غیر مقلدین | عقائد حقہ اہل سنت و الجماعت |
|---|--|
| ۱ خدا جھوٹ بول سکتا ہے گویا لے گا نہیں (معاذ اللہ) | سنت عقیدہ - جو یہ کہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے وہ بے ایمان اور مرتد ہے قرآن کریم میں ہے من اصدق من اللہ حدیثا |
| ۲ سرکار کی نظیر ممکن ہے۔ | سنت عقیدہ یہ کہ سرکار کی نظیر محال ہے جو سرکار کی نظیر ممکن مانے بے ایمان اور مرتد ہے۔ |
| ۳ سرکار کو علم غیب عطا ہی نہیں ہے | جو یہ کہے کہ سرکار کو علم غیب عطا ہی نہیں ہے وہ بے ایمان و مرتد ہے۔ قرآن کریم میں ہے وما هو علی الغیب بضئین نبی غیب بتانے پر یحیل نہیں ہے۔ |
| ۴ سرکار کو مٹی میں مل گئے | جو یہ کہے کہ سرکار کو مٹی میں مل گئے وہ خبیث النفس انسان ہے اندھے ایمان ہے۔ |
| ۵ سرکار ہمارے مثل بشر ہیں معاذ اللہ | جو یہ عقیدہ رکھے کہ سرکار ہماری مثل بشر ہیں - وہ گستاخ رسول ہے ادب اور بے ایمان ہے۔ |
| ۶ جس کا نام محمد رکھ دیا ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں | سرکار مالک و مختار ہیں جو اس کے خلاف کہے وہ گستاخ رسول اور خارج عن الاسلام ہے |
| ۷ اللہ چاہے تو لاکھوں محمد پیدا کر دے معاذ اللہ | جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ اب لاکھوں محمد پیدا کر سکتا ہے۔ وہ بے ایمان خارج عن الاسلام |

| عقائد غیر مقلدین | عقائد حقہ اہل سنت و الجماعت |
|---|--|
| ۸ اللہ تعالیٰ کا عرش پر مکان ہے کرسی پر پاؤں رکھتا ہے۔ | بے اللہ تعالیٰ اب لاکھوں محمد تو کیا ہزاروں تو کیا سینکڑوں تو کیا بیسیوں تو کیا ایک محمد بھی اب نہیں پیدا ہو سکتا۔ محال ہے اور منقطع ہے۔ |
| ۹ یا رسول اللہ کہنے والے کا قتل جائز ہے | اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے وہ کسی مکان کا پابند نہیں۔ |
| ۱۰ نبی کریم کا علم شیطان سے کم ہے | یا رسول اللہ کہنا سچے امتی ہونے کی نشانی ہے۔ نبی کریم علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم تمام مخلوقات سے زیادہ ہے۔ |
| ۱۱ سرکار کے علم غیب کو عجز و دیوانہ و جمیع حیوانات سے تشبیہ دینا۔ | نبی کریم کے علم غیب کے ساتھ مجنون و دیوانہ کی تشبیہ بین اسلام سے اخراج کے لیے کافی ہے۔ |

لطیفہ
غیر مقلدین! حدیث مَدْبُوحَاتُہ اور حدیث اَقْبِیَاتُہ اور حدیث قَوْلُوا آمین کو اپنے دعویٰ آمین بالجہر میں ایسے پیش کرتے ہیں جیسے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ان غیر مقلدین کے علم میں یہ ہے کہ احاف آمین نہیں کہتے۔ کیونکہ یہ احادیث تو ان کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جو آمین انا میں نہ کہتے ہوں تو ان کو کہو کہ سرکار نے فرمایا ہے اَمِنُوا آمین کہو۔ سرکار نے فرمایا ہے قَوْلُوا آمین آمین کہو۔ سرکار نے آمین مد کے ساتھ کہی قصر کے ساتھ نہ کہی تم بھی آمین کہو۔ احاف تو آمین کہتے ہیں لہذا یہ احادیث اپنے دعویٰ آمین بالجہر میں پیش کرنا جہالت اور سرسراہقت ہے ہاں نمبر ضرور دین چاہیں گے نیز احاف آمین کو آہستہ کہنا ان کے نزدیک آمین کہنا ہی نہیں ہے۔ اور سچی کہیں تو پھر آمین کہتا ہے خوب۔ تَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کو

غیر مقلدین آہستہ پڑھتے ہیں تو اس کا کیا مطلب کہ انہوں نے تَعَوَّذ نہیں پڑھا۔ یقیناً پڑھا ہے تو آئین کو آہستہ پڑھنا بھی اخاف نے امین کو کہا ہے۔ تشبہ آہستہ پڑھا جاتا ہے۔ دُعا درود شریف آہستہ پڑھے جاتے ہیں اور اعتقاد یہی ہے کہ ان کو پڑھا ہے۔ اس طرح آئین کو آہستہ پڑھا جاتا ہے اور اعتقاد یہی ہے کہ اس کو پڑھا ہے۔

لطیف

اسی طرح غیر مقلدین اپنے دعویٰ امین بالجہر میں حدیث موافقہ لائے کہ کو پیش کرتے ہیں۔ یہ بھی ان کے دعویٰ کو مفید نہیں کیونکہ موافقت ملائکہ سے یا تو موافقت فی الوقت مراد ہو سکتی ہے یا موافقت بالکیفیت مراد ہو سکتی ہے۔ یہاں موافقت بالکیفیت مراد ہے یعنی آئین کا آہستہ کہنا وہ بھی آہستہ کہتے ہیں اور حنفی سنی حضرات بھی آہستہ کہتے ہیں لہذا اس حدیث موافقہ لائے کہ اپنے دعویٰ امین بالجہر میں پیش کرنا جہالت ہے۔ کیوں کہ اس دلیل کو دعویٰ سے کوئی مطابقت اور ربط اور تقریب نام نہیں ہے۔ لہذا غیر مقلدین کا دعویٰ باطل ہوا۔ کیوں کہ دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے اور محتمل بھی ہے اور وجود عام! وجود خاص کو مستلزم نہیں۔ تقریب نام نہ ہوں غیر مقلدین کا دعویٰ امین بالجہر باطل ہوا نیز دلیل محتمل سے دعویٰ غیر محتمل ثابت نہیں ہوتا۔

فائدہ

قارئین حضرات یہ بات قابل غور ہے کہ

۱۔ حنفی کی ضد جہر ہے۔ تبرا ان میں ہے۔ اتمہ بعلم الجہر وما یخفی۔ حنفی کی ضد یہ نہیں ہے کہ حدیث مکتہ امین سے امین بالا اخفاء کی نفی ہو۔ نہیں نہیں۔ بلکہ حنفی اور مقلدوں کا کٹھن ہو سکتے ہیں کیوں کہ یہ ضدیں نہیں ہیں۔ مذکی ضد فقہ ہے۔ اور حنفی کی ضد جہر ہے مدیدہ دلول آپس میں اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ

الضد ان لا یجتمعان

۲۔ حنفی کی ضد جہر ہے۔ حنفی کی ضد قول نہیں ہے کہ قول امین کے ثبوت سے اخفاء امین جو نفی ہو بلکہ حنفی اور قول دلول جمع ہو سکتے ہیں کیونکہ قول کی ضد سکوت ہے یہ

دولوں آپس میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

۳۔ حنفی کی ضد جہر ہے حنفی کی ضد رفع نہیں ہے کہ حدیث رفع امین سے امین بالا اخفاء کی نفی ہو جاتے یہ نہیں ہو سکتا۔ رفع کی ضد خفض ہے کیونکہ رفع چند معنوں میں آتا ہے۔

احتمال ہے کہ حدیث امین بالرفع یہ روایت بالمعنی ہے حدیث امین بالمدک اور حدیث امین بالمد جہر کو مستلزم ہے۔

احتمال ہے کہ حدیث امین بالرفع یہ تعلیم امت کے لیے ہے یعنی کبھی کبھار لہذا یہاں امین بالرفع درام کو مستلزم نہیں۔

احتمال ہے کہ حدیث امین بالرفع داخل نماز نہیں خارج نماز ہے۔ دعویٰ تو نماز نماز میں امین بالجہر کہ ہے لہذا حدیث امین بالرفع ہے نماز میں رفع کو مستلزم نہیں۔ اصول مسئلہ ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال جب کسی دلیل میں احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

لہذا حدیث امین بالرفع سے (امین بالجہر دعویٰ) پر استدلال باطل ہوا۔

دوسری بات کہ سفیان ثمالی کا ہے اور شعبہ خضیف بھانوں کسی روایت کو ترجیح ہوگی میں کہتا ہوں کہ شعبہ کی روایت کو ترجیح ہے اس لیے کہ شعبہ مدلس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ میں آسمان سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تو اس سے بہتر ہے کہ میں مدلس کہوں (تذکرۃ الحفاظ) اور سفیان کی روایت میں مدلس کا شبہ ہے۔ دوسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ امین دعا ہے اور اصل عامین اخفاء ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعوا بکم نفس عاؤ خفیہ اور اکثر صحابہ و تابعین امین خفیہ کہتے تھے جیسا کہ جوہر النقی صفحہ ۱۳ میں ہے۔ اس لیے شعبہ کی روایت راجح ہوگی۔ اور اصول حدیث میں کہ ہے کہ مدلس کبھی شیخ الشیخ کو کہہ دیا کرتا ہے اس لیے حجت نہیں۔ مدلس کی معائن قابل حجت نہیں۔

فضائل تائین

۱۔ نسائی شریف۔ ابن ماجہ۔ مؤطا امام مالک میں ہے۔ عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا امن القاری فاقبوا فان الملائکۃ یقرنن فمن وافق تائینہ تائین الملائکۃ غفرلہ ما تقدّم من ذنبہ ترجمہ سرکار نے فرمایا جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ کیوں کہ جس کی آمین فرشتوں کی تائین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں۔

فائدہ سرکار نے فرمایا اذا امن القاری فاقبوا جب قاری (امام) آمین کہے تم بھی (مقتدی) آمین کہو۔ اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو قاری فرمایا۔ مقتدیوں کو قاری نہ فرمایا۔ معلوم ہوا قرأت امام ہی کرتا ہے۔ مقتدی حضرات قرأت نہیں کرتے۔ غیر مخلدو۔ اس حدیث سے حدیث امین بالجہر کو ثابت کرتے کرتے فاتحہ خلف امام کے مسئلہ کو ختم کر بیٹھے جس پر تم ادھار کھائے بیٹھے ہو۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لیے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کرے یعنی فرشتوں کی آمین کی طرح ہو اور ظاہر ہے کہ فرشتے آہستہ آمین کہتے ہیں اگر کوئی آمین کہتے تو سنی جان لہذا چاہیے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہو تاکہ فرشتوں سے موافقت ہو اور ہمارے گناہوں کی معافی ہو۔ ماشاء اللہ آہستہ آمین کہنے کی کتنی فضیلت ثابت ہوئی۔

فائدہ موافقت تائین تائین مقتدین و تائین تائین ملائکہ سے ملنا اتحادی الکیف ہے کیوں کہ ۱۔ دو کلیوں میں اتحادی المجلس ہو تو اس کو مجامعت کہتے ہیں۔

- ۲۔ دو کلیوں کا اتحاد فی النوع ہو تو اس کو جماعت کہتے ہیں۔
- ۳۔ دو کلیوں کا اتحاد فی الخاصہ ہو تو مشابہت کہتے ہیں۔
- ۴۔ دو کلیوں کا اتحاد فی الکیف ہو تو اس کا مشابہت کہتے ہیں۔ اسے موافقت بھی کہتے ہیں۔

۵۔ دو کلیوں کا اتحاد فی الکلم ہو تو اس کو مساوات کہتے ہیں۔

۶۔ دو کلیوں کا اتحاد فی الاطراف ہو تو اس کو مطابقت کہتے ہیں۔

۷۔ دو کلیوں کا اتحاد فی الاضافت ہو تو اس کو مناسبت کہتے ہیں۔

۸۔ دو کلیوں میں تسادی فی وضع الایزاد ہو تو اس کو موارات کہتے ہیں۔

ماخوذ از شرح تلخیص و مختصر المعانی

۳۔ بخاری شریف۔ مسلم شریف۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ مؤطا امام مالک میں ہے۔

عن ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال احدکم فی الصلوۃ آمین وقالت الملائکۃ فی السماء آمین توافقت حدھا الاخری غفرلہ ما تقدّم من ذنبہ ترجمہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی ایک نماز میں آمین کہتا ہے تو آسمانوں میں فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پس ان میں سے ایک دوسری کی موافقت کرے تو اس کے گزشتہ گناہوں سے معافی ہو جاتی ہے۔ اس سے آہستہ آمین کہنے کی فضیلت ثابت ہوئی۔

۳۔ بخاری شریف۔ ابوداؤد شریف۔ نسائی شریف۔ مؤطا امام مالک ہے۔ عن

ابی ہریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیب المعضوب علیہم ولا الضالین فتقول آمین فاند من وافق قوله قول الملائکۃ غفرلہ ما تقدّم من ذنبہ ترجمہ سرکار نے فرمایا جب امام غیر المعضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم مقتدی بھی آمین کہو کیوں کہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے

موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اس حدیث سے بھی آہستہ آہستہ ایمین کی فضیلت ثابت ہوتی۔

قائدہ سرکار کے فرمان اذا اقال الامام غیر الم غضوب علیہم والا الضالین

نقلوا آمین یعنی جب امام غیر الم غضوب علیہم والا الضالین کہے تو تم آمین کہو سے واضح ہے کہ سورہ فاتحہ پڑھنا قرأت قرآن پر امام کا کام ہے۔ مقتدیوں کا کام نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اہل السنۃ والجماعت بھی نمازیں آمین کہتے ہیں اور یقیناً یقیناً آمین کہتے ہیں مگر آہستہ کہتے ہیں۔ اس حدیث پاک سے ایمین بالجہر ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔

۴۔ مؤطا امام مالک و مسند امام احمد بن حنبل و بخاری و شریف مسلم و شریف ابوداؤد۔

ترغی شریف۔ نسائی۔ ابن ماجہ میں ہے۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتمن الامام فامضوا فانہ من

داخنی تامینہ تامین الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے روایت کی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی۔ اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

قائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی اس نمازی کے لیے ہے جس کی آمین فرشتوں کی آمین کی طرح ہو اور ظاہر ہے کہ فرشتے آہستہ آہستہ آمین کہتے ہیں ہم نے ان کی آمین

آج تک نہ سنی اور نہ ہی کسی دہانی نے فرشتوں کی آمین سنی تو چاہیے کہ ہماری آمین بھی آہستہ ہو تاکہ فرشتوں کی موافقت ہو اور گناہوں کی معافی ہو جو دہانی جمع کر آمین کہتے ہیں۔ وہ جیسے مسجد میں آتے ہیں ویسے ہی واپس جاتے ہیں ان کے گناہوں کی معافی نہیں ہوتی کیونکہ وہ فرشتوں کی آمین کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم ارشاد فرماتے ہیں فَاِنْ مِّنْ

وَافِقٍ تَامِيْنَةٍ تَامِيْنٍ الْمَلَائِكَةُ غُفِرَ لَهُ مِنْ ذَنْبِهِ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

والی موافقت کے بجائے مخالفت کرتے ہیں۔ اس لیے ان کے گناہوں کی معافی نہیں گناہوں کی معافی ان لوگوں کے لیے جو فرشتوں کی موافقت کرتے ہیں یعنی آہستہ آمین کہتے ہیں۔

۵۔ ابن جریر میں ہے۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقال الامام غیر الم غضوب علیہم والا الضالین وقال من

خلفہ آمین فوافق تامینہم تامین الملائکۃ غفرلہم ما تقدم من ذنبہم وما تاخر۔ ابن جریر میں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب امام کہے غیر الم غضوب علیہم والا الضالین جس نے اس کے پیچھے آمین کہی فرشتوں کی آمین کے موافق تو ان کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

قائدہ اس حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ ہرگز پڑھے اگر مقتدی چڑھتا تو حضور فرماتے کہ جب تم ولا الضالین کہو تو تم آمین کہو معلوم ہوا کہ تم صرف آمین کہو گے۔ ولا الضالین کہنا امام کا کام ہے۔

جیسے رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

اِذَا جَاءَ كُمْ الْمُؤْمِنَاتُ فَاَمْتَحِنُوْهُنَّ حَتّٰی جَبَّ نَحْوُہُمْ جَبَّ مَرْمَرٍ عَزَمَ لَبَّاسٍ اَبْنِیٰ تَوَانِیْہُمْ اَمْتَحَانُ لَوْر۔

دیکھو امتحان لینا صرف مومنوں کا کام ہے نہ کہ مومنہ عورتوں کا کسی حدیث میں نہیں آیا کہ اِذَا اَقْلَمْتُمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ فَقُولُوا آمِیْن جب تم ولا الضالین کہو تو آمین کہو۔ اور

کہ مقتدی ولا الضالین کہے گا ہی نہیں یہ امام کا کام ہے جب ولا الضالین کہے گا تو پوری سورت فاتحہ ہی نہیں پڑے گا۔

دوسرا فرشتوں کی آمین کی موافقت۔ ان کی موافقت سے مراد طریقہ ادائیں موافقت ہے۔ فرشتوں کی آمین کا وقت تو وہ ہی ہے جب امام سورہ فاتحہ ختم کرتا ہے کیونکہ ہمارے محافظ فرشتے ہمارے ساتھ ہی نمازوں میں شریک ہوتے ہیں اور اسی وقت آمین کہتے ہیں۔

جب امام ولا الضالین کہتا ہے۔

۶۔ سند امام احمد۔ نسائی۔ عبد الرزاق۔ ابن حبان۔ دارمی میں ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیرا المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا امین فان الملائکۃ تقول امین فتمن وافق تامینۃ تامین الملائکۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام کہے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں تم کہو آمین بیشک فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اُس کے پہلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

۷۔ طبرانی میں ہے۔ عن سمرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال القاری غیرا المغضوب ولا الضالین فقولوا آمین یحییٰکم اللہ ترجمہ طبرانی میں ہے حضرت سمرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں مندرجہ بالا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قاری غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم کہو آمین اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

فائدہ غیر مقلد و فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ بیان کرنے کے لیے اڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہو وہ تمہارا زور ختم ہوا۔ افسوس یہ حدیث تمہارا زور چلنے نہیں دیتی۔
فائدہ اجابت ادا کی ہوتی ہے معلوم ہوا کہ آمین ادا ہے۔

فائدہ یہ حدیث غیر مقلدوں کے عمومی امین بالجہر میں بطور دلیل پیش نہیں کی جاسکتی۔ آمین آہستہ بھی کہی جاسکتی ہے۔ چنانچہ احناف آہستہ کہتے ہیں۔

۸۔ مسلم شریف میں ہے! عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیت فقیموا صفوا فکبروا واذا قال غیرا لمغضوب علیہم

ولا الضالین فقولوا آمین یہی کہ اللہ ترجمہ سرکار دو عالم نے فرمایا جب تم نماز پڑھتے ہو تو صفیں بیدھی کرو پھر تم میں کوئی ایک تمہاری امامت کرے پس جب وہ امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرمائے گا۔

فائدہ سرکار فرماتے ہیں۔ واذا قال غیرا المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین اور جب امام غیرا المغضوب علیہم ولا الضالین کہے پس تم آمین کہو۔ سرکار نے فاتحہ خلف الامام اور قرأت خلف الامام کے مسئلہ کو ختم کر دیا کہ امام کے پیچھے مقتدیوں کا ماتم فاتحہ پڑھنا نہیں ہے۔ اب غیر مقلدین سید زوری سے پڑھتے جاؤ تو تمہاری مرضی۔ مگر یہ بات اچھی طرح یاد رکھ لو تمہاری اجابت دعا تب ہی ہوگی۔

جب امام فاتحہ پڑھے قرأت قرآن کرے غیرا المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھے اور پھر تم آمین کہو اور اگر وہ بھی قرآن پڑھے قرأت کرے اور تم بھی قرآن پڑھو قرأت کرو اور وہ بھی غیرا المغضوب علیہم ولا الضالین پڑھے اور تم بھی پڑھو اور پھر آمین کہو جواب دعا کی اجابت نہ ہوگی۔ حدیث کے سیاق و سباق کو اچھی طرح سے دیکھ لو نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آمین! دعا ہے کیوں کہ سرکار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری دنیا کی اجابت اور قبولیت فرمائے گا یہ اجابت اور قبولیت تب ہی ہوگی جب کہ آمین دعا ہے۔

۹۔ بیہقی میں ہے۔ عن اقرام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدرین ما حسدونا یعنی الیہود فانہم حسدونا علی القبلة التي ہدینا لہا وصلوا عنہا وعلی الجمعة التي ہدینا لہا وصلوا عنہا وعلی قولنا خلف الامام آمین ترجمہ

قائدہ اس حدیث سے بھی آئین کلمہ کی فضیلت ثابت ہوئی چنانچہ احناف امین کہتے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ احسن طریقہ آہستہ کہتے ہیں۔ سرکار نے چند مرتبہ کہہ دیا۔ اب احناف کی کتب فقہ اور ان کیوں کی کتب فقہ میں موجود مذکور ہے یہ آئین کہتے ہیں۔ لہذا یہودیوں کا حسد اور غیر مقلدین کا حقہ برقرار رہا۔

قائدہ یہودیوں کا حسد کرنا اس پر موقوف نہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبر کرتے ہوں بلکہ بعض اوقات تعلیم کے واسطے جبر فرماتے تھے۔ کیا یہ امر یہودیوں پر ظاہر نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ سے ان کا حسد کرنا مقصود ہے۔ یہود کو جتنے اقوال اور افعال جو نمازیں صادر ہوتے تھے کی ان کا علم نہ تھا۔ لیکن بعض اوقات کا جبر ان کو کافی نہ تھا اس وجہ سے ان کو حسد تھا کہ یہ لوگ نمازیں آئین ضرور کہتے ہیں اور ہم آئین کی فضیلت سے محروم رہتے ہیں جبر پر حسد موقوف نہیں۔ اور بخاری شریف میں ہے کہ اصحاب کرام نے آئین چھوڑ دی تھی پس صحابہ کرام اور تابعین کا چھوڑنا بھی اخفا پر دال ہے کیونکہ مطلقاً چھوڑ دینا خواہ سرا ہو یا جہرا۔ یہ صحابہ کرام سے بعید ہے اس لیے کہ مطلق آئین میں سب کا اتفاق ہے اور احادیث میں اس کے فضائل موجود ہیں گو آئین باسرا اور آئین بالجبر میں اختلاف ہے۔ نفس امین کہنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ جب صحابہ کرام نے اونچی کہنا آئین کا چھوڑ دیا تھا تو کیا صحابہ کو یہ علم نہ تھا کہ یہودیوں کا حسد کرنا جانا ہے گا! معلوم ہوا آئین بالا خفاء سے بھی یہودیوں کا حسد برقرار ہے۔ آئین بالجبر پر حسد موقوف نہیں۔ اب جب کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آئین کا آہستہ کہنا اور صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے۔ لہذا آئین آہستہ کہے جو شخص بلا سمجھے گا اس میں اور یہودیوں کچھ فرق نہ ہوگا۔

۱۰۔ **الادب المفرد** میں ہے۔ عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ عنہا قالت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حسدکم الا یہود علی شیء ما حسدواکم علی السلام والتامین ترجمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہودی تم پر دو چیزوں میں حسد کریں گے کیونکہ تم پر دوسرا جہاں مسئلہ آئین بالا خفاء پر معلوم ہو کہ اسلام پر حسد کرنا اور آئین بالا خفاء آہستہ پر حسد کرنا یہ یہودیوں کا کام ہے حسدوں کی بیماری ہے علمی اور عملی طور پر اس کا علاج ضروری ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی تو آپ نے آہستہ دعا کی قرآن کریم میں ہے۔ اذ نادى ربه ناداء خفياً۔

”آئین کہنا“ اپنے بیاق سے اطلاق پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا اس حدیث سے امین بالجبر ثابت نہیں ہوتا۔

ام ابن ماجہ میں ہے۔ من ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حسدکم الا یہود علی شیء ما حسدکم علی آئین فاکثر اولیٰ قول آمین۔ ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہودی اکثر آئین پر حسد کریں گے تم آئین کہو بالا خفاء قولہا اور قل کے معنی ہم نے پہلے بھی ذکر کیا میں کہ قولہا یا قل کے معنی پکارنے کے نہیں ثابت ہوتے بلکہ تم کہو کہ ثابت ہوتے ہیں اور آئین کا کہنا آہستہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ وہابیوں کے بابا ابن قیم نے زاد المعاد میں تصریح کی ہے آئین آہستہ بھی کہی جاسکتی ہے تو پھر حسد دالی ہی بات ہوئی کسی کے قول فعل کو نہیں ترجیح اگر ترجیح ہے تو کوسے کھانے لے مارے کوہے کو ابھی اکثر جانوروں میں حسد کرتا ہے اور دالی بھی اکثر انسانوں کے ساتھ حسد کرتا ہے۔ حسد تو نہ ہر قاتل ہے اگر انہیں اللہ نے عقل سلیم دی ہے تو یقیناً یہ حسد چھوڑ دیں اور آئین بالا خفاء آہستہ کہنا جس پر تمام امت کا اجماع ہے تسلیم کر لیں اور کو کھانا چھوڑ دیں کیوں کہ وہ بھی حاسد ہے۔

وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغَ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ قَالِ آمِينَ خَمْسَ بَها صَوْتُهُ
ترجمہ وائل بن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز پڑھی پس جب سرکارِ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے تو آپ نے آمین کہی آپ
نے اس کو بہت آواز میں کہا۔

قائدہ یہ حدیث مرفوع ہے اور صریح ہے غیر محتمل ہے اور خیال ہے اس سے
واضح ہے کہ سرکار نے آمین کو آہستہ فرمایا لہذا آمین کو آہستہ کہنا سنت ہے یہ حدیث مسلک
اخلاف کی مؤید ہے۔

قائدہ اس حدیث پاک سے غیر مقلدین کے عقیدہ کا رد ہوا کہ امام کے پیچھے مقتدی
قراۃ کرے یعنی سورۃ فاتحہ نہ پڑھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ
سورۃ فاتحہ پڑھنا یہ امام کا کام ہے مقتدی آمین کہے۔ سورۃ فاتحہ پڑھنا مقتدی کا کام نہیں
۴۔ طبرانی نے اپنی معجم میں اور حاکم شہید نے مستدرک میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔ **عن**
وائل بن حجر صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغ غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین قال آمین وخمیس بھا صوتہ۔ حاکم شہید یہ بھی فرماتے ہیں **هذا**
حدیث صحیحہ الاسناد ولعمریہ جابہ ترجمہ وائل بن حجر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ نماز پڑھی پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے تو
تو آمین کو آہستہ فرمایا حاکم شہید یہ بھی فرماتے ہیں کہ **هذا** حدیث صحیحہ الاسناد
لم یختر جابہ یہ حدیث صحیح سند کے نزدیک ہے اور امام بخاری اور مسلم نے اس کو ذکر نہیں کیا۔

قائدہ یہ حدیث مرفوع ہے صریح ہے غیر محتمل اور غیر مؤول ہے اس سے واضح ہے
کہ سرکار نے آمین کو بہت آواز میں فرمایا یعنی آہستہ کہنا۔ لہذا آمین کو آہستہ کہنا سنت ہے
یہ حدیث مسلک امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کی مؤید ہے۔

قائدہ غیر مقلدین کی تردید! اس حدیث پاک سے واضح شہود ملتے ہیں کہ اخلاف

ام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتے۔ یہ احادیث کے خلاف کرتے ہیں مگر کو باطن سمجھتے ہی
نہیں کہ احادیث تو ان کی تردید میں ہیں۔

قائدہ امام حاکم شہید فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر امام بخاری علیہ الرحمۃ
اور امام مسلم علیہ الرحمۃ نے صحیحین میں اس کو ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ حدیث ان کے مسلک
اور مذہب سے متفقہ کہ ہر آخر مطابقت نہیں کرتی تھی اس لیے ان کو ذکر نہ کیا نہ حاکم شہید
اس کو صحیح الاسناد کہل کہتا۔

یا اس کی سند میں ان کے نزدیک کوئی علت قارح ہوگی جس کی وجہ سے اس کو صحیحین
میں ذکر نہ کیا۔

۵۔ امام محمد علیہ الرحمۃ کی کتاب الآثار میں ہے۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔
حدثنا حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم النخعی قال اربع یخفیہن الامام
التعوذ وبسم اللہ الرحمن الرحیم واسم
ترجمہ آپ نے فرمایا کہ امام چار چیزیں آہستہ کہے اعوذ بسم اللہ سبحانک اللہم اور آمین
یہ حدیث امام محمد نے آثار میں اور عبد الرزاق نے اپنی تصنیف میں بیان کی۔

۶۔ طحاوی شریف میں ہے **عن ابی وائل قال** لعنک عمر و علی رضی اللہ
تعالی عنہما **ارجھان** بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا یامین ترجمہ ابو وائل سے
روایت ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ یہ دونوں
شخصیتیں بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کو اونچی جہ سے نہ کرتے تھے۔

۷۔ طبرانی کبیر میں ابو وائل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی و عبد اللہ (بن مسعود)
بسم اللہ اور اعوذ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

۸۔ جوہر النقی میں بحوالہ ابن جریر طبری ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی
اللہ عنہما بسم اللہ اور آمین اونچی نہیں کہتے تھے۔

۹۔ تہذیب الآثار للطبرانی میں ہے۔ حدثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال لم یکن عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما یجدہ وان بنسب اللہ الرحمن الرحیم ولا یامین ترجمہ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آمین کو جہر نہیں کہتے تھے۔ (ماخوذ از عینی شریف)

۱۰۔ ترمذی شریف میں ہے۔ روخی شعبہ عن سلمۃ بن کھیل عن حبیب بن عیینہ عن علقمہ بن وائل عن ابيه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ علیہ الم غضوب علیہم ولا الضالین فقال آمین وخفض بها صوته ترجمہ علقمہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر غضوب ولا الضالین پڑھا پس آپ نے آمین کہی اور اپنی آواز کو پست کیا۔

ابوداؤد طرابلسی میں بھی اسناد یونہی مذکور ہے صفحہ ۱۳۵

امام ترمذی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ روایت سفیان مذہباً صونکہ روایت شعبہ سے صحیح ہے۔ اس حدیث مذہباً صونکہ کو باوجود اس کا علم ہونے کے ہرگز نہ چھوڑتے بلکہ دراصل کو اپنی صحیح میں درج فرماتے ہیں تو اس سے غیر مقلدین کو کیا فائدہ کیونکہ روایت سفیان سے تو یہ ثابت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کو مذہک ساتھ پڑھانے کے ساتھ یعنی آمین بروزن قالین مثلاً پڑھانے کے بروزن حم (حامیم) پڑھا۔ اللہ کشمیر دین (صرف میر) کھینچا۔ آواز کو کھینچا نہ کہ بلند کیا۔ غیر مقلدین اب یہ بھی جہر میں گئی۔ تو قرأتِ خفی (ظہر اور عصر کی نماز میں) جہاں بھی مذتے آئے اُسے اونچا پڑھا کر دیر اجتناب و تمہاری شہرت عامہ کے لیے بڑا مفید ثابت ہو گا۔ اگر مذہباً صونہ سے جہر کا ثبوت ہو نا تو امام بخاری علیہ الرحمۃ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ شعبہ نے تمہیں خطائیں کی ہیں۔

حدیث وائل بن حجر پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں شعبہ نے تمہیں خطائیں کیں۔

۱۔ فقال عن حجر ابی عنبس وانما هو حجر بن العنبس ویأیلتی ابی السکن

ترجمہ: وائل یہ کہ اس نے حجر ابی العنبس کہا ہے حالانکہ وہ حجر بن عنبس ہے جس کی کنیت ابی السکن ہے۔

۲۔ زاد فیہ عن علقمہ بن وائل ولیس فیہ عن علقمہ وانما هو حجر بن العنبس عن وائل بن حجر۔

ترجمہ: دوسرا یہ کہ شعبہ نے اس حدیث میں علقمہ بن وائل کو زیادہ کیا ہے حالانکہ حجر بن عنبس عن وائل بن حجر صحیح ہے۔

۳۔ وقال وخفض بها صوته وانما هو مذہباً صونکہ ترجمہ: تیسرا یہ کہ اس نے خفض بها صونہ کہا ہے حالانکہ مذہباً صونہ ہیں۔

یہ شعبہ کی خطائیں نہیں ہیں بلکہ یہ بفضلِ تعالیٰ رب تعالیٰ کی اپنے محبوب کا صدقہ عطائیں ہیں۔ سماعت فرمائیں۔

۱۔ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے حدیث علقمہ میں حجر کی کنیت ابی العنبس ہونے کا شمار کیا ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ابن حبان نے کتاب الثقات میں لکھا ہے۔

حجر بن عنبس ابی السکن الکوفی وهو الذی یقال له حجر ابی العنبس بروی عن علی ووائل بن حجر وروی عن سلمۃ بن کھیل یعنی حجر بن عنبس ابی السکن کوفی

میں اور یہ وہ شخص ہے جس کو حجر ابی العنبس کہا جاتا ہے۔ یہ حضرت علی اور حضرت وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں پس اگر شعبہ نے ابی العنبس ان کو کہہ دیا تو اس میں کوئی خطا ہوئی اور کہیں کہ خطا ہوئی۔

نیز شیخ الاسلام علامہ عینی نے بنیاء میں لکھا ہے کہ حجر کی کنیت ابی العنبس سچے پر ابن حبان نے کتاب الثقات میں ترمذی کیا ہے اور کہا ہے کہ کنیت ان کی اپنے باپ

کے نام کی مثل ہے اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا قول کہ حجر کی کنیت ابواسکین ہے۔ یہ اس کے سنائی نہیں کہ ان کی کنیت ابوالعبس بھی ہو کہوں کہ ایک شخص کی دو کنیتیں ہونے کو کوئی چیز مانع نہیں ہے۔

غیر مقلدین غور کریں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ تعالیٰ کی کنیت ابوتراب بھی ہے سرکار نے فرمایا اسے ابوتراب کھڑا ہو (قم یا ابوتراب بخاری شریف) ابوالجواہر حسن مستدرک میں ہے۔ فقال عمر لا یتعالی اللہ بارض لست فیہا یا ابی الحسن پس عمر فاروق نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے اس زمین میں باقی نہ رکھے جس میں اے ابوالحسن نہ ہو۔ لہذا حجر بن عبس کی دو کنیتیں ہوں کسی نے ابواسکین ذکر کر دیا کسی نے ابوالعبس ذکر کر دیا یعنی تو ایک ہی ذات ہے۔ لہذا یہ کوئی خطا نہیں کہ شعبہ نے ابوالعبس کنیت کو ذکر فرمایا اور ابواسکین کو ذکر نہ فرمایا یہ تو کمال علم ہے کہ جو کنیت زیادہ مشہور نہ تھی اس کو بھی مشہور کر دیا کہ حجر بن عبس کی ایک کنیت ابوالعبس بھی ہے۔

۲۔ غیر مقلدین کا یہ کہنا کہ امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ شعبہ نے خطا کی ہے کہ روایت میں علقمہ کی زیادتی کی ہے اور حدیث میں نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اصول حدیث میں مبرہن اور الم نشرح ہے کہ ثقہ کی زیادتی مقبول ہے چنانچہ شیخ الاسلام علامہ عینی علیہ الرحمۃ نے نیام میں لکھا ہے۔ قوله فذا ذقیدہ علقمہ الا یضرب لان الزیادۃ من الثبوت مقبولۃ ولا سیعاً من مثل شعبہ یعنی یہ کہنا کہ روایت میں شعبہ نے علقمہ کو زیادہ کیا یہ کوئی مضمر نہیں اس لیے کہ زیادتی ثقہ کی مقبول ہے خصوصاً شعبہ جیسی اہم شخصیت سے۔ پس شعبہ جو امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں اگر انہوں نے علقمہ کو روایت میں زیادہ کیا ہے یہ کوئی خطا نہیں ہے۔

یہ کہنا کہ یہ حدیث منقطع ہے یہ بھی خطا ہے۔ حالانکہ

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں علقمہ بن وائل

کے باب میں لکھا ہے کہ علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے سنا کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں حتیٰ العسکری عن ابن معین اسنہ قال علقمہ بن وائل عن ابیہ یعنی حکایت کی عسکری نے ابن معین سے کہ علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے حدیث کو کہہا ہے کہ علقمہ کا اپنے باپ سے سنا ع ثابت ہے تقریب میں جو حافظ بن حجر علیہ الرحمۃ نے عدم سند علقمہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ عدم اطلاع پر محمول ہے یا کما یفرغ من نقل کیا ہے۔ نیز حافظ حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ بلوغ المرام کے باب صفۃ الصلوۃ میں حدیث وائل بن حجر کو ذکر فرما کر کہتے ہیں کہ رواہ ابوداؤد باسناد صحیح اس حدیث میں عن علقمہ بن وائل عن ابیہ مذکور ہے ملاحظہ ہو۔ علقمہ کی ثقاہت مسئلہ ہے۔ حدیث شاعبد بن عبد اللہ ناہی بن آدم ناموسی بن قیس الحضرمی عن سلیم بن کھیل عن علقمہ بن وائل عن ابیہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فكان یسلم عن یمینہ السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ وعن شمالہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رواہ ابوداؤد باسناد صحیح (بلوغ المرام) ۳۔ حافظ عسقلانی کا اس حدیث پر اسناد صحیح کا حکم کرنا یہ بین دلیل ہے کہ یہ حدیث متصل ہے اسل ہے منقطع نہیں اور سنن ابوداؤد کے جاننے والوں کو معلوم ہے کہ یہ حدیث ابوداؤد میں علقمہ بن وائل عن ابیہ کے طریق سے مروی ہے پس واضح ہو گیا کہ حافظ حدیث عسقلانی کے نزدیک علقمہ کا اپنے باپ سے سنا ع ثابت اور مختار ہے ورنہ بموجب تحریر تقریب کے یہاں بھی حکم دیتے اور علقمہ بن وائل کی حدیث کی صحت کے قائل نہ ہونے ہاں علقمہ کے چھوٹے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہو گا۔

۴۔ روایت علقمہ کی اپنے باپ سے باجماع محدثین محققین ثابت ہے جیسا کہ امام ترمذی اپنی جامع میں کتاب الحدود کے باب ما جاء فی المروءۃ میں اس حدیث کے

بدرجو بطریق علقمہ مروی ہے فرماتے ہیں علقمہ بن دآل بن حجر سمع عن ابیہ وهو
اکبر من الجبار بن دآل لم یسمع من ابیہ یعنی علقمہ بن دآل بن حجر نے اپنے باپ
سے سنا ہے اور یہ علقمہ اپنے بھائی عبد الجبار بن دآل سے بڑے ہیں اور عبد الجبار بن دآل
نے اپنے باپ سے سماع نہیں کیا ہے۔

۵۔ صحیح مسلم شریف کے باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند
ظهور الفتن کے شروع میں حدیث حدیثنا محمد بن مسلم بن مثنیٰ کی اسناد میں عن علقمہ
بن دآل الحضرمی عن ابیہ واروہے۔ ظاہر ہے کہ امام مسلم اصول میں کوئی حدیث
منقطع نہیں لاتے۔ پس ان کے نزدیک بھی سماع علقمہ اپنے باپ سے ثابت ہے اور یہ
حدیث متصل السند ہے اور اس میں لفظ حدیثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہے۔

امام شعبہ کا مقام احادیث۔ امیر المؤمنین فی الحدیث

۳۔ غیر تقلیدین کا کہنا کہ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ خفض بہا صوتہ کو شعبہ
نے روایت کیا حالانکہ مد بہا صوتہ ہے۔

۱۔ تو اس کے متعلق یہ ہے۔ علامہ عینی بنایہ میں فرماتے ہیں قلت تخطیبتہ مثل
شعبہ خطاۃ کیف وهو امیر المؤمنین فی الحدیث یعنی میں کہتا ہوں کہ
شعبہ کی طرف خطا کی نسبت کرنا خطا ہے اور یہ کیسے حالانکہ شعبہ احادیث میں
امیر المؤمنین ہیں۔

۲۔ ایسی شخصیتوں کی طرف خطا کی نسبت کرنا روایات و احادیث کو دہم برہم کر دینا
ہے۔ جب ایسے لوگ ہی خطا کرنے لگے تو پھر کس کی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ ان کی روایت
کی مؤید اور رد اتنی مرفوع اور موقوف موجود ہیں۔ جب کو فقط اپنے مذہب کی مخالفت
کی وجہ سے تسلیم نہ کرنا یہ سراسر خود غرضی اور انصافی عامۃ الناس کو فریب دہی ہے۔

ترمذی شریف کی کتاب العلم میں ہے۔ حدیث ابو بکر عبد القدیس بن محمد
حدیثی ابو الولید قال سمعت حماد بن زید یقول ما خالفنی شعبہ فی شی
الذکر کنت قال قال ابو الولید قال قال لی حماد بن سلمہ ایں اردت الحدیث
فعلیث لشعبہ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن زید سے سنا کہ شعبہ
شعبہ نے میری کسی شئی میں بھی مخالفت نہیں کی مگر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا انہوں
نے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھ سے حماد بن سلمہ نے کہا کہ اگر حدیث کا ارادہ کرے تو شعبہ
کو لازم پکڑ

یہ بھی ترمذی میں ہے۔ حدیثنا احمد بن اسماعیل نا عبد اللہ بن ابی الاسود
نا ابن مہدی قال سمعت سفیان یقول شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث
یعنی امام بخاری کی روایت سے ہم کو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان
ثوری سے سنا کہ شعبہ! علم حدیث اور روایت حدیث میں سب مسلموں کے سر دائیہ
یہ بھی ترمذی میں ہے کہ ہم سے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے ان سے کہا میں
نے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثوں کو زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہیں
یا شعبہ! کہا شعبہ زیادہ قوی ہیں ان حدیثوں میں۔ اور کہا یحییٰ نے شعبہ کو رجال کا علم ظلال
عن قائل زیادہ ہے اور سفیان صاحب الابواب تھے۔ پس معلوم ہوا جب شعبہ
سفیان سے علم رجال میں زیادہ تھے اور بڑی حدیثوں کو ان سے زیادہ یاد رکھنے والے
ہیں لہذا سفیان کی حدیث (مد بہا صوتہ) جس کو تہریر محمول کر رہے ہیں! شعبہ کی
حدیث پر جراحاتیں واروہے۔ ترجیح نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ حدیث سفیان مد بہا صوتہ
محقق ہے۔ مد کو جہر کے معنی میں لینا یہ لغات عرب کو بدل دینے کے مترادف ہے اور
غراب کا معنی طاؤس لینے کے مترادف ہے۔

نیز مد بہا صوتہ کو رفع بھا صوتہ کے معنی میں لینا یہ بھی زیادتی ہے اور ان کے

ماہین مطابقت نہیں۔

پھر یہ بات قابل غور ہے کہ کیا تمام روایتوں میں شعبہ ہی آرا ہے؟ ہرگز نہیں۔
تو پھر شعبہ کی یہ روایت جس کو فرقہ غیر تقلید بن ضعیف کہہ رہے ہیں دوسری روایات
سے مل کر حسن ہو گئی اور حسن قابل قبول ہے۔

غیر تقلید و اصول حدیث سے کیوں منہ پھیرتے ہو۔ ہوش میں آؤ۔ تقلید کا دامن
تھام لو۔ امین بالجہر کی پچاس حدیثوں کا اعلان کرنے والو! تمھارے پاس تو ایسی ایک
حدیث بھی نہیں جو صحیح مرفوع، غیر محتمل، غیر مؤول ہو۔ کہاں ہو تقلید کا دامن تھام لو۔
۹۔ سنن دارقطنی میں ہے۔ عن سلمة بن كهيل عن حنبل عن العباس عن
علقمة بن وائل عن ابيه انه صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فلما بلغ غير
المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين واحق بها صوتة

ترجمہ:- علقمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ نماز پڑھی پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے امین کہی
اور اخفا کیا سرکار نے اپنی آواز کو (ماخوذ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

۱۔ کیا اس میں شعبہ تو نہیں ہیں؟ یقیناً نہیں ہیں۔

۲۔ یہ حدیث مرفوع ہے۔ موقوف نہیں ہے۔

۳۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ضعیف نہیں ہے۔

۴۔ یہ حدیث غیر محتمل ہے۔ محتمل نہیں ہے۔

۵۔ یہ حدیث غیر مؤول ہے۔ مؤول نہیں ہے۔

۶۔ یہ حدیث متعین ہے۔ مترشح نہیں ہے۔

۷۔ یہ حدیث متصل ہے۔ منقطع نہیں ہے۔

اگر غیر تقلید بن اس حدیث کو ضعیف کہہ دیں تو کثرت طرق سے ضعیف حدیث

درج حسن کو پہنچ جاتی ہے۔ لہذا پھر بھی یہ قابل قبول ہے۔

۱۰۔ نسائی شریف میں ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا امین فان الملائکۃ یقولون
امین وان الامام یقول امین یعنی جب امام ولا الضالین کہے تو امین کہو اس
واسطے کہ ملائکہ امین کہتے ہیں۔ اور امام بھی امین کہتا ہے۔

اگر امام جبرائیل امین کہتا ہو تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں خبر دیتے اور کیوں
تعلیم فرماتے کہ امام بھی امین کہتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ امام امین آہستہ کہتا
ہے لہذا امین آہستہ کہنا سنت ہے۔

نیز اس سے عدم فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ فاتحہ پڑھنا امام کا کام ہے۔
اور مقتدی حضرات امام کے پیچھے فاتحہ اور قرأت نہ کریں۔ بل جب امام سورۃ فاتحہ پڑھ لے
تم امین کہو۔

نیز قول سے اوچی کہنا ثابت نہیں بلکہ کہنا ثابت ہے اور کہنا آہستہ بھی ہے

نیز یہ حدیث صحیح ہے ضعیف نہیں ہے

الجزء الاول من شریفہ ص ۱۳۳ جز اول مطبوعہ کراچی

حدثنا مسدد بن يزيد ناسعيا ناستادة عن الحسن ان سمرة

بن جندب وعمران بن حصين تذاكرا فحدث سمرة بن جندب انه

حفظ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم سكتين سكة اذ اكبر وسكتة

اذا فرغ من قراءة غير المغضوب عليهم ولا الضالين فحفظ ذلك سمرة

وانكر عمران بن حصين مكتبة في ذلك الى ابى بن كعب فكان في كتابه

اليهمما وفي رده عليهما ان سمرة قد حفظ ترجمہ۔ روایت ہے حسن کو تحقیق

سمرة بن جندب اور عمران بن حصین نے آپس میں مذاکرہ کیا پس سمرة بن جندب نے

بعد جو بطریق علقمر مروی ہے فرماتے ہیں علقمر بن وائل بن حجر سمع عن ابیہ وهو
الکبر من الجبار بن وائل لم یسمع من ابیہ یعنی علقمر بن وائل بن حجر نے اپنے باپ
سے نہ سنا ہے اور یہ علقمر اپنے بھائی عبد الجبار بن وائل سے بڑے ہیں اور عبد الجبار بن وائل
نے اپنے باپ سے سماع نہیں کیا ہے۔

۵۔ صحیح مسلم شریف کے باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند
ظهور الفتن کے شروع میں حدیث حدیثنا محمد بن منشی کی اسناد میں عن علقمر
بن وائل الحضرمی عن ابیہ ولده عن علقمر بن وائل بن حجر سمع عن ابیہ
منقطع نہیں لاتے۔ پس ان کے نزدیک بھی سماع علقمر اپنے باپ سے ثابت ہے اور یہ
حدیث متصل اسناد ہے اور اس میں لفظ حدیثنا بھی الفاظ سماع سے آیا ہے۔

امام شعبہ کا مقام حدیث۔ امیر المؤمنین فی الحدیث

۳۔ غیر تقلدین کا کہنا کہ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ خفصن بھا صوتہ کو شعبہ
نے روایت کیا حالانکہ مذہب بھا صوتہ ہے۔

۱۔ تو اس کے متعلق یہ ہے۔ علامہ عینی بنایہ میں فرماتے ہیں قلت تخطیئة مثل
شعبہ خطاؤ کیف و هو امیر المؤمنین فی الحدیث یعنی میں کہتا ہوں کہ
شعبہ کی طرف خطا کی نسبت کرنا خطا ہے اور یہ کیسے! حالانکہ شعبہ حدیث میں
امیر المؤمنین ہیں۔

۲۔ ایسی شخصیتوں کی طرف خطا کی نسبت کرنا روایات و احادیث کو درہم برہم کوڑنا
ہے۔ جب ایسے لوگ ہی خطا کرنے لگے تو پھر کس کی حدیث کا اعتبار رہا بلکہ ان کی روایت
کی مؤید اور روایتیں مرفوع اور موقوف موجود ہیں۔ جب کہ فقط اپنے مذہب کی مخالفت
کی وجہ سے تسلیم نہ کرنا یہ امر خود غرضی اور انصافی عامۃ الناس کو فریب دہی ہے۔

ترمذی شریف کی کتاب الغلط میں ہے۔ حدیثنا ابو بکر عبد القدوس بن محمد
حدیثنا ابو الولید قال سمعت حماد بن زید یقول ما سألنی شعبہ فی شیء
الا ترکته قال قال ابو الولید قال قال لی حماد بن سلمہ ان اردت الحدیث
فعلیک بشعبہ یعنی ابو الولید نے بیان کیا کہ میں نے حماد بن زید سے سنا کہ شعبہ
شعبہ نے میری کسی شئی میں بھی مخالفت نہیں کی مگر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور کہا انھوں
نے کہ ابو الولید نے کہا کہ مجھ سے حماد بن سلمہ نے کہا کہ اگر حدیث کا ارادہ کرے تو شعبہ
کو لازم پکڑ

یہ بھی ترمذی میں ہے۔ حدیثنا احمد بن اسمعیل نا عبد اللہ بن ابی الاسود
نا ابن مہدی قال سمعت سفیان یقول شعبہ امیر المؤمنین فی الحدیث
یعنی امام بخاری کی روایت سے ہم کو معلوم ہوا کہ ابن مہدی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان
ثوری سے سنا کہ شعبہ علم حدیث اور روایت حدیث میں سب مسالہ ان کے سر دائیہ
یہ بھی ترمذی میں ہے کہ ہم سے ابو بکر نے بیان کیا کہ علی بن عبد اللہ نے ان سے کہا میں
نے یحییٰ بن سعید سے دریافت کیا کہ بڑی بڑی حدیثوں کو زیادہ یاد رکھنے والے سفیان ہیں
یا شعبہ کہا شعبہ زیادہ قوی ہیں ان حدیثوں میں۔ اور کہا یحییٰ نے شعبہ کو رجال کا علم فلاں
عن فلاں زیادہ ہے اور سفیان صاحب الابواب تھے۔ پس معلوم ہوا جب شعبہ
سفیان سے علم رجال میں زیادہ تھے اور بڑی حدیثوں کو ان سے زیادہ یاد رکھنے والے
ہیں لہذا سفیان کی حدیث (تدبیرا صوتہ) جس کو تیسرے پر محمول کر رہے ہیں! شعبہ کی
حدیث پر جو اخفائیں دار ہے۔ ترجیح نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ حدیث سفیان تدبیرا صوتہ
محقق ہے۔ مذکورہ کے معنی میں لینا یہ لغات عرب کو بدل دینے کے مترادف ہے اور
غراب کا معنی غاؤس لینے کے مترادف ہے۔

نیز تدبیرا صوتہ کو دفع بھا صوتہ کے معنی میں لینا یہ بھی زیادتی ہے اور ان کے

امین مطابقت نہیں۔

پھر یہ بات قابل غور ہے کہ کیا تمام روایتوں میں شعبہ ہی آ رہا ہے ہرگز نہیں۔
تو پھر شعبہ کی یہ روایت جس کو فرقہ غیر متقدمین ضعیف کہہ رہے ہیں دوسری روایات
سے مل کر حسن ہو گئی اور حسن قابل قبول ہے۔

غیر متقدم! اصول حدیث سے کیوں منہ پھیرتے ہو؟ ہوش میں آؤ، تقلید کا دامن
تھام لو۔ امین بالجہر کی پچاس حدیثوں کا اعلان کرنے والا امتحان سے پاس تو ایسی ایک
حدیث بھی نہیں جو صحیح مرفوعہ غیر محتمل غیر مؤول ہو۔ کہاں ہو تقلید کا دامن تھام لو۔
۹۔ سنن دارقطنی میں ہے۔ عن سلمة بن كهيل عن حنجر الى العنبر عن
علقمة بن وائل عن ابيه انه صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم فلما بلغ غدير
المغضوب عليهم ولا الضالين قال امين واخفق بها صوتاً

ترجمہ: علقمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہمراہ نماز پڑھی پس جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پر پہنچے امین کہی
اور اخفا کیا سرکار نے اپنی آواز کو۔ (ماخوذ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

۱۔ کیا اس میں شعبہ تو نہیں ہیں؟ یقیناً نہیں ہیں۔

۲۔ یہ حدیث مرفوعہ ہے۔ موقوف نہیں ہے۔

۳۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ضعیف نہیں ہے۔

۴۔ یہ حدیث غیر محتمل ہے۔ محتمل نہیں ہے۔

۵۔ یہ حدیث غیر مؤول ہے۔ مؤول نہیں ہے۔

۶۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ مرفوعہ نہیں ہے۔

۷۔ یہ حدیث متصل ہے۔ منقطع نہیں ہے۔

اگر غیر متقدمین اس حدیث کو ضعیف کہیں تو اشرت طرق سے ضعیف حدیث

در حسن کو پہنچ جاتی ہے۔ لہذا پھر بھی یہ قابل قبول ہے۔

۱۰۔ نسائی شریف میں ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا قال الامام دلا الضالین فقولوا امین فان الملائکۃ یقولون
امین وان الامام یقول امین یعنی جب امام دلا الضالین کہے تو تم آمین کہو اس
واسطے کہ ملائکہ امین کہتے ہیں۔ اور امام بھی آمین کہتا ہے۔

اگر امام جبرائیل کہتا ہو تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیوں خبر دیتے اور کیوں
تقدیم فرماتے کہ امام بھی امین کہتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہو کہ امام آمین آہستہ کہتا
ہے لہذا آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

نیز اس سے عدم فائزہ خلف الامام کا مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ فائزہ نے طعن امام کا کام ہے۔
اور مقتدی حضرات امام کے پیچھے فائزہ اور قرأت نہ کریں۔ بل جب امام سورۃ فائزہ پڑھ لے
تم آمین کہو۔

نیز قول سے اور کبھی کہنا ثابت نہیں بلکہ کہنا ثابت ہے اور کہنا آہستہ بھی ہے۔

نیز یہ حدیث صحیح ہے ضعیف نہیں ہے۔

البدوۃ شریف ص ۱۳۳ جز اول مطبوعہ کراچی

حدثنا مسدد بن مزیدنا سمعنا ناسعیدنا فتادة عن الحسن ان سمرة

بن جندب وعمران بن حصین تذاکرا فحدث سمرة بن جندب انه

حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکفین سکة اذا کبر وسکة

اذا فرغ من قرأة غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فحفظ ذلك سمرة

فانکر عمران بن حصین مکتبائی ذالک الخ ابی بن کعب فان فی کتابہ

الیہما اذ فی رده عنہما ان سمرة قد حفظ ترجمہ۔ روایت ہے حسن کہ مقتدی

سمرة بن جندب اور عمران بن حصین نے آپس میں مذاکرہ کیا پس سمرة بن جندب نے

حدیث بیان کی کہ مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سکتے ہیں ایک سکتہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا وقتِ ولا الضالین کے بعد اور عمران بن حصین سے انکار کیا گیا دونوں نے ابی ابن کعب کی طرف یعنی مدینہ شریف میں ان کو خط لکھا کہ تصفیہ قرأتیں تو انہوں نے جواب دیا کہ سمرہ بن جندب کا حفظ صحیح ہے۔

نسائی شریف میں بھی یہ حدیث ہے۔ ظاہر ہے کہ پہلا سکتہ ثنائی کے لیے تھا اور دوسرا جو ولا الضالین کے بعد ہوتا ہے وہ آئین کہنے کے لیے تھا معلوم ہوا کہ آئین پوشیدہ تھی۔ اس حدیث کی سند اندلسی میں صالح لکھی ہے۔

ترمذی میں روایت ہے کہ عمران بن حصین نے کہا کہ مجھ کو ایک سکتہ یاد ہے۔ جناحہ ابی بن کعب نے ان کا فیصلہ فرمایا کہ سمرہ بن جندب کا حفظ صحیح ہے۔

ترمذی نے بھی یہ روایت کی ہے کہ کہا سعید نے جو ایک راوی ہے حدیث سکتہ کا۔ ہم نے قنادہ سے جو اس حدیث سکتہ کا ایک راوی ہے پوچھا کہ کیا یہ دونوں سکتے ہیں۔ قنادہ نے فرمایا پہلا سکتہ جس وقت کہ نماز میں داخل ہو تکبیر تحریمہ کے بعد اور دوسرا سکتہ جس وقت تو قرات سے فراغت پائے یعنی جب تولا الضالین کہہ لے۔ امام طیبی علیہ الرحمۃ باوجودیکہ شافعی المذہب میں نے کہا پہلا سکتہ سبحانک اللہم کے واسطے یا حمد و ثناء دعا ہے اور دوسرا سکتہ آئین کے واسطے ہے۔

غیر مقلد! دوسرا سکتہ آئین کے آہستہ کہنے کی بین دلیل ہے۔ غیر مقلد یہ حدیث سکتین صحاح کی روایت ہے جس سے ثابت ہوا کہ دوسرا سکتہ آئین کے آہستہ کہنے کی بین دلیل ہے لہذا آئین آہستہ کہتی سنت نبوی ہے۔

محاکمہ

| آئین بالا خفاء | آئین بالجہر |
|--|---|
| آیات قرآنیہ | حدیث |
| ۱۔ آئین بالا خفاء کی احادیث باب کی مؤیدات ہیں۔ | ۱۔ آئین بالرفع کی احادیث آیات قرآنیہ سے مؤید نہیں ہیں اور احادیث جو غیر متعلق اپنے دعویٰ میں پیش کرتے ہیں ان کو دعویٰ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا بعید و قرین عظیم۔ |
| ۲۔ احادیث آئین بالا خفاء درج حسن میں ہے۔ | ۲۔ آئین بالرفع کی حدیث ضعیف ہے۔ |
| ۳۔ احادیث آئین بالا خفاء غیر متصل اور غیر مؤدل ہیں۔ لہذا قوی ہے۔ | ۳۔ آئین بالرفع کی حدیث متصل اور مؤدل ہے لہذا یہ قابل عمل نہیں۔ |
| ۴۔ احادیث آئین بالا خفاء میں اور حدیث آئین بالرفع میں تعارض ہے عندالتعارض اس حدیث کو ترجیح ہوگی جس کی قیاس شرعی تائید کرے۔ احادیث آئین بالا خفاء کی قیاس شرعی تائید کرتا ہے لہذا ان کو ترجیح ہوگی حدیث آئین بالرفع پر۔ | ۴۔ حدیث آئین بالرفع کی قیاس شرعی اور عقلی تائید نہیں کرتا ہے لہذا اس کو ترجیح نہ ہوگی۔ یہ عندالتعارض کی بات کر رہا ہوں اور اگر صحیح حدیث ہو اور وہاں التعارض نہ ہو تو وہ اگرچہ عقل شرعی اور قیاس شرعی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو قابل قبول و قابل عمل ہوگی مسخضوں۔ |

امین بالاخفاء

آیات قرآنیہ

۵۔ وَلَا تَشْكُرُوا لِلّٰهِ اِمِّنٌ دَعَا وَغَنَدَ

التَّعَارُضُ تَرْجِيحُ الْاَخْفَاءِ

بِذَلِكَ وَبِالْقِيَاسِ عَلَى سَائِرِ

الاذکار والادعیہ

۶۔ اَنْ اَمِيْنٌ لِّیْسَ مِنَ الْقِرَابِ

اجماعاتاً فلا ینبغی ان یکون فیہ

صَوْتُ الْقِرَانِ کَمَا اِنَّهُ لَا یَجُوزُ

کِتَابَتُهُ فِی الْمَصْحُفِ وَلِهَذَا جُمِعَا

عَلَى اخْفَاءِ التَّعْوِذِ لِمَا لَمْ یَلِیْسَ

مِنَ الْقُرْآنِ۔ (حاشیہ ترمذی ۱)

اصول حدیث

کثرت طرق سے ضعیف حدیث قوی ہو جاتی ہے۔

اور درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔ علاوہ اس کے ایک دوسری

حدیث میں جس کو امام احمد نسائی درحی نے روایت کیا ہے۔ آیا ہے فان الامام بقول

امین کہ امام بھی آئین کہتا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ آئین بالجہر نہ تھی اگر جہر ہوتی تو

اہم کے فعل کے اظہار کی ضرورت نہ پڑتی ماس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مقتدی

فاتحہ نہ پڑھے کیوں کہ مقتدی پر فاتحہ لازم ہوتا تو آپ فرماتے جب تم غیر المغضوب

علیہم دلا الضالین پڑھو تو آئین کہو بلکہ بول فرمایا کہ جب امام دلا الضالین کہے تو

امین بالجہر

حدیث

حدیث ضحک فی الصلوة

عقل قربان کن پیش مصطفیٰ

تم آئین کہو معلوم ہوا کہ فاتحہ کا پڑھنا امام پر ہی لازم تھا دوسری حدیث میں اور بھی تصریح
فرمادی کہ اذا امن القاری فاما منوا جب قرآن پڑھنے والا آئین کا ارادہ کرے تو تم بھی
آئین کہو پس اگر مقتدی بھی قاری ہو تو آپ صرف امام کو قاری نہ فرماتے۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں بھی فرماتے ہیں۔
امام مالک علیہ الرحمۃ آپ کا مذہب بھی امین بالاخفاء کا ہے۔ مثال
الکرماتی واختلفوا فی جہرہا فنذہب الشافعی واحمد والجمهور ومذہب
انکوفیین ومالک السنن۔ حاشیہ بخاری ص ۱۸۱ ج ۱

غیر مقلد امام مالک کو بھی کہو جو امام اعظم کو کہتے ہیں۔ امام مالک بھی امام اعظم کے ساتھ
ہیں۔ اب کیا کرو گے!

امام نسائی نے امام احمد نسائی درحی نے روایت کیا ہے کہ فان الامام بقول امین کہ امام بھی آئین کہتا ہے
اس سے بھی معلوم ہوا کہ آئین بالجہر نہ تھی۔ اگر جہر ہوتی تو امام کے فعل کے اظہار کی ضرورت نہ پڑتی۔ اگر وہ
جہر ہوتی تو آپ بولنے نہ فرماتے جب امام دلا الضالین کہے تم آئین کہو بلکہ بول فرماتے کہ جب امام آئین کہے تم
آئین کہو اور اذا امن میں مجبور حدیث میں نے اذا امن کے معنی اذا اراد التمامین کے ہیں یعنی جب امام آئین
کہے گا ارادہ کرے تو تم آئین کہو اور وہ ارادہ دلا الضالین ختم کرنا ہے جہو نے یہ معنی بنی المحدثین کے لیے۔
یہ وجہ اس حدیث کے معنی اذا اراد التمامین ہوتے تو اس سے جہر آئین ثابت ہوتا۔

۱۔ جب حدیث بخاری سے ثابت اور واضح ہے کہ صحابہ کرام نے آئین اونچی کہنا چھوڑ
دیا تو امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کا اس میں کیا قصور ہے جو انہوں نے اخفاء کا
ارشاد فرمایا کہ آئین آہستہ کہو۔

۲۔ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اخفاء کو جہر پر ترجیح دے رہے
ہیں امین بالجہر کو چھوڑ دینا اور اخفاء کو پسند فرمانا باتیں دلیل اور واضح برہان
ہے کہ صحابہ کرام نے امین بالاخفاء کو ترجیح دی ہے کیا صحابہ کرام کا یہ اجماع

قول نہیں۔

۳۔ سرکار کی صریح احادیث اور صحیح احادیث غیر محتفل احادیث اور غیر متداول حدیث اور راجح احادیث اور آثار صحابہ کو چھوڑ رہے ہو کیا اہل حدیث کہلے گئے کہ حقدار ہو کس منہ سے کہتے ہو کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ شرم کم کو سگر نہیں آتی۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امین کے جہر کے ترک کا انکار فرمانا ہو سکتا ہے کہ ان کو اخفاء کی حدیث نہ پہنچی ہو۔

ہو سکتا ہے کہ یہ سرکار کے قریب صف ہی نماز میں کھڑے ہوتے ہوں اور یہ سرکار کی اخفاء کو سن لیتے ہوں۔ اس کو یہ جہر پر محمول کرتے ہوں۔

ابن تیم جزی نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے اور بسند صحیح نقل کیا ہے۔

فاذا جهر الامام احيانا ليُعلموا الامومين فلا باس بذلك فقد جهر عمر بالافتتاح ليُعلموا الامومين وجهه ابن عباس بقراءة الفاتحة في صلوة الجنازة ليُعلموا انها سنة ومن هذا ايضا جهر الامام بالتأمين وهذا من الاختلاف المباح الذي لا يعتد فيه من فحشه ولا من تركه وهذا كرفع اليد في الصلوة وتركه پس اگر امام مقتدیوں کو بتائے کہ واسطے دعائے قنوت کو نزول نازلہ کے وقت کبھی پکار کر کہہ دے تو کچھ حرج نہیں۔ پس بے شک عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے افتتاح کو اونچی پکار کر پڑھا تاکہ مقتدیوں کو پتہ چل جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو (دعا اور ثناء) پڑھا تاکہ مقتدیوں کو علم ہو جائے کہ نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ کو دعا پڑھنا سنت مسو کہ ہے اور ایسے ہی امام کا امین کو بالجہر کوینا اور بے اختلاف وہ ہے جس کے کرنے اور نہ کرنے میں کسی کو برا نہیں کہا جاسکتا ہے اور ایسے غیرین فی الصلوۃ ہے یعنی نماز میں رفع یدین کرنا یا نہ کرنا اس پر کسی کو برا نہیں کہا جاسکتا۔

وہابیہ کے اعتراضات اور ان پر ترجیح و قدح

حدیث | عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ غَيْرَ الْمُغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ وَخَفِضَ بِهَا صَوْتَهُ

اعتراض | حضرت علقمہ بن واثلہ بالا حدیث کے راوی ہیں تو اس نے اپنے باپ سے حدیث نہیں سنی اس لیے حدیث مجرد ہوئی۔ (صاحب تقریب)

جواب | امام ترمذی کے باب الحدود فی المرأة میں سماع علقمہ کا باپ سے ثابت کیا ہے۔ وھو هذا۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَاثِلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خُجْرٍ سَمِعَ مِنْ

أَبِيهِ وَهُوَ كَبِيرٌ مِنْ عِبْدِ الْجَبَّارِ الْمَنِيِّ عُلُقَمَةُ بْنُ جُرْجَسٍ لَيْسَ ابْنُ أَبِيهِ حَدِيثٌ سَنِيٌّ بَعْدَ وَثَائِقِهِ ابْنُ جَبَّارٍ وَابْنُ سَعْدٍ۔ اور عبد الجبار بن واثل نے اپنے باپ سے حدیث سنی ہے اور وہ بڑا ہے اپنے بھائی عبد الجبار بن واثل سے۔ اور عبد الجبار بن واثل نے اپنے باپ سے حدیث نہیں سنی اور اسی طرح صحیح مسلم باب ملازمت جماعت المسلمین میں مذکور ہے اور صاحب تہذیب التہذیب نے علقمہ کے باپ سے حدیث سننا ثابت کیا ہے۔

اور جو صاحب تقریب نے لکھا ہے کہ علقمہ کا سننا باپ سے ثابت نہیں۔ تو یہ کہنا ان کا جھول ہوگا۔ ان کے عدم اطلاع پر یا کلام غیر نقل کرنے پر اس واسطے کہ ثابت مقدم ہے نفی پر۔ درجہ کیوں حافظ صاحب تہذیب التہذیب نے علقمہ کا باپ سے حدیث سننا ثابت کرتے ہیں۔ علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہے اور یہی صحیح ہے۔ علقمہ کے بھائی عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا وہ اپنے باپ کی موت کے بعد پیدا ہوا ہے۔

ترمذی شریف | سمعت محمد بن عبد الجبار بن واثل بن حجر

لویسمع من ابیہ ولا ادرکہ یقال انہ ولد بعد موت ابیہ
باشہو کہ میں نے امام بخاری سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عبد الجبار بن وائل نے اپنے باپ
سے نہیں سنا اور نہ ہی اس کو پایا کیا جاتا ہے کہ وہ باپ کی موت کے بعد پیدا ہوا پھر چند
سطر آگے صاف تصریح کرتے ہیں کہ

علقمہ بن وائل بن حجر سمع عن ابیہ وہو اکبر من عبد الجبار
بن وائل وعبد الجبار بن وائل لویسمع عن ابیہ یعنی علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہے وہ
عبد الجبار سے بڑا ہے اور عبد الجبار نے اپنے سے نہیں سنا کیوں کہ وہ چھوٹے ہیں
نسائی شریف ۱۰۵ باب رفع الیدین عند الرفع من الركوع میں ایک حدیث ہے
جس میں علقمہ کہتے ہیں حدثنی ابی۔ اسی طرح بخاری کے نیز رفع یدین نمبر ۹ میں علقمہ
حدثنی ابی کہتا ہے معلوم ہوا کہ علقمہ کو اپنے باپ سے سنا حاصل ہے۔ کیوں کہ تخریث
اکثر اہل حدیث کے نزدیک سماع پر دل ہے۔

اسی طرح صحیح مسلم ص ۱۴ ج ۱ اور ص ۲۴ ج ۲ میں علقمہ نے اپنے باپ سے تخریث کرتا ہے
اگر حدیث علقمہ کو اپنے باپ سے رسل ہو تو مسلم اس کو صحیح میں روایت نہ کرتا۔
فتح عبد الحی مکتوبی القول الجازم ص ۱۸ میں بحوالہ انساب سمعنا کہتے ہیں۔

ابو محمد عبد الجبار بن وائل حجاز الکندی یروی عن
أخيه عن أبيه وهو أخو علقمة ومن زعم أنه سمع أباه فقلدهم
لأن وائل بن حجر مات وأمه حامل به ووصفته بعدة بسة
اشهر انتہی عبد الجبار بن وائل اپنی ماں سے روایت کرتا ہے وہ اس کے باپ
سے اور وہ علقمہ کا بھائی ہے جس نے یگان کیا کہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے سنا ہے۔ اس
نے ہم کیا کیوں کہ وائل بن حجر فوت ہوا تو عبد الجبار ماں کے پیٹ میں تھا۔ چھ مہینے والد کی وصیت
کے بعد پیدا ہوا۔

ابو الجار اسد الغبار لکھا ہے۔ قیل ان عبد الجبار لویسمع من ابیہ
کہ عبد الجبار نے اپنے سے نہیں سنا کہا ابن عبد البر نے استیعاب میں وائل کے ترجمہ میں
روی عنہ کلب بن شہاب وابنہ عبد الجبار علقمہ ولویسمع
عبد الجبار من ابیہ فیما یعولون بینہما علقمہ بن وائل (انتہی)
یعنی وائل سے کلب بن شہاب نے اور وائل کے دونوں فرزندوں نے روایت کیا
ہے عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ ان دونوں کے علقمہ بن وائل (واسطہ) ہے معلوم
ہوا کہ جس نے اپنے باپ سے نہیں سنا وہ عبد الجبار سے علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہے۔
ابن حجر نے بے شک تقریب میں لکھا ہے کہ علقمہ نے اپنے سے نہیں سنا لیکن ہم ابن حجر
سے دکھاتے ہیں کہ انہوں نے تفسیر الجیر کے ص ۹۴ میں ص ۹۸ میں لکھا ہے۔

ان عبد الجبار لویسمع من ابیہ کہ عبد الجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا
بوز الخلاء کے صفۃ الصلوۃ کے باب میں حدیث وائل ہے جس میں حضور علیہ السلام کے
وائیں بائیں سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔

آخر میں کہتے ہیں رواۃ البواہد باسناد صحیح۔ اس سند میں علقمہ نے اپنے باپ سے روایت
کرتا ہے۔ اگر ان حجر کے نزدیک علقمہ نے اپنے باپ سے نہ سنا ہوتا تو اس حدیث کو ابن حجر صحیح
نہ کہتا معلوم ہوا کہ ابن حجر کے نزدیک صحیح اور مختار یہی ہے کہ علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہے۔
اب ہم نہیں سمجھتے کہ غیر نقلین روای کے اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی کون سی وجہ وجہ
ہے اگر وہ عمل نہیں کر سکتے تو نہ کریں مگر حضرات اصناف اہم اللہ کو اس پر عمل نہ کرنے کی تعزیر
نہ دی۔

اعترض ۲ یہ جواب نے حدیث پیش کی ہے کہ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ
كَهَيْلٍ عَنْ عُلْقَمَةَ وَلَا النَّصَّائِيْنَ قَالَ أَمِينٌ
وَحَفْصُ بْنُ هَاشِمٍ صَوْنَةٌ۔

ترجمہ روایت ہے شعبہ رضی اللہ عنہ سے وہ ایک روایت کرتے ہیں سلمہ بن کہیل سے ...
... میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلائل القائلین کہا تو کہا امین آہستگی سے (ترمذی - ابوداؤد
وغیرہ) اس میں راوی شعبہ میں جن کے ثقہ نہ ہونے میں کلام ہے۔

جواب یہ ہے کہ دہلی لوگ جو ہیں ان کے نزدیک ہر وہ صحابی غیر ثقہ ہے جو ان کے بارٹی
مذہب کے خلاف ہے اور جو ان کے مذہب کی طاعت بنے خواہ ان کا مولوی بیان کرے
وہ ہی ثقہ ہے۔ منین

۱۔ شعبہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں صاحب قریب وغیرہ شرح بخاری میں لکھا ہے۔
کہ یہ امام الحدیث میں ہے اور بعض روایت میں ہے کہ مسئلہ بھٹا حسن ہے دہلی مدعا غرضی
ہے جو کہ اہل کلمہ یا آخر کلمہ میں واقع ہوا کرتا ہے اور مقابل حدیث کے ہے نہ مقابل شخص کے اور
بعض محدثین نے اس کے معانی انہی ل کے لکھے ہیں یعنی اس کو کھینچ کر پڑھنا چاہیے۔

(رفع السبب)
۲۔ جس حدیث میں مسئلہ بھٹا حسن ہے دہلی مدعا سے بھی امین بالجہر ثابت نہیں
ہو تا کیوں کہ اس کے معنی شارحین نے یہ لکھے ہیں یعنی مسئلہ بھٹا حسن و خفہ مضمین
یعنی الف کو کھینچ کر پڑھنے تھے چنانچہ

قرآن مجید میں ہے۔ اٰمِنَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ اور حدیث صحیح ابن مسعود و
عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ یہ صاحب چار چیزوں میں اخفاء آہستہ احکم
امام کے لیے دیا کرتے تھے۔

یہ دہلی کی محض دھوکہ بازی اور لاعلمی ہے کتب احادیث تو ان دلائل سے بھری ہوئی
ہیں ان کے علاوہ قرآن پاک بھی اس پر شاہد ہے کہ امین آہستہ کہنی چاہیے۔

۳۔ نیز مسئلہ بھٹا حسن کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ آپ امین کو بہ لغت پڑھتے
تھے نہ قصر۔ علاوہ اس کے امین کی ایک حد بھی حدیث میں آئی ہے وہ یہ کہ حتیٰ سجع

من يليه من الصف الاول ہے کہ صف اول کے وہ لوگ جو حضور علیہ السلام
کے متصل تھے انھوں نے آپ کی امین کی آواز سن لی اور یہ بھی تعلیم کے لیے تھا جیسے کہ ہم
بیان کر رہے ہیں کہ

امین قیسم نے زاد المعاد میں تصریح کی ہے۔ اور ابو البشر دہلوی نے ایک حدیث بھی
روایت کی ہے خود دال فرماتے ہیں ما اراه الا يعلمنا کہ میرے گمان میں حضور نے
تعلیم کے لیے آواز دراز فرمائی یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضور علیہ السلام کے مقتدیوں کا امین
بالجہر ہرگز ثابت نہیں۔ تو آج کل کے مدعیان دہلیہ عمل بالحدیث کا امام کے پیچھے زور سے
امین کہن محض بے دلیل ہے۔

اعتراف امین دعا نہیں ہے لہذا اگر یہ بلند آواز سے کہی جائے تو کیا حرج ہے۔
اللہ تعالیٰ نے دعا آہستہ مانگنے کا حکم دیا ہے نہ کہ دگر گزاد کار کا۔

جواب دہلیہ الحدیث تو بیٹے ہیں لیکن احادیث کی خبر تک نہیں بخاری شریف
کی حدیث ہے کہما نَعَلَدُ الْبُخَارِيَّ قَالَ عَطَاءُ اَمِيْنٌ دُعَاؤُا يَمْنِيْ كَمَا عَطَا
نے کہ امین دعا ہے۔

اب دہلیہ کو مان لیتا چاہیے کہ بخاری شریف سے ثابت ہو گیا ہے امین بھی دعا ہے
اور دہلیہ نے خود سوال میں ذکر کیا ہے کہ رب تعالیٰ نے دعا کے بارے میں آہستہ مانگنے کا
حکم دیا ہے۔

دہلیہ اگر خدا تعالیٰ نے دعا آہستہ مانگنے کا حکم دیا تو امین بھی دعا ہے تو دعا آہستہ مانگنی
چاہیے۔ اگر تم اہل حدیث ہو تو ہم پورے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ محض تمہاری
دھوکہ بازی ہے یا پھر لاعلمی ہے تم جاہل ہو ورنہ کیا دیکھ ہے کہ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے عقلی دلائل پیش کرنا۔

۱۔ حاکم شہید علیہ الرحمۃ کا مستدرک میں حدیث آئین بالجہر کے متعلق کہنا کہ یہ شرط شیخین پہلے یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے جب کہ اس روایت میں بشر بن رافع راوی ضعیف ہے لہذا یہ روایت علی شرط شیخین نہ ہوئی۔

۲۔ بشر بن رافع ضعیف ہے

۱۔ اقرباب میں ہے کہ بشر بن رافع راوی ضعیف ہے۔

۲۔ ابن القحطانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بشر بن رافع ضعیف الحدیث ہے۔

۳۔ علامہ علی نے بنا یہ میں لکھا ہے کہ ہو ضعیف الحدیث وفی اسنادہ بشر بن رافع ضعفہ البخاری والترمذی والنسائی واحمد وابن معین۔

۴۔ پھر یہ کہ حاکم شہید نے حدیث آئین بالا خفا کو اپنی مستدرک میں لائے ہیں اور اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ (ہذا) حدیث ضعیف الاسناد ولہذا یجوز جہاں یہ حدیث (حدیث آئین بالا خفا) صحیح الاسناد ہے۔ اگرچہ اس کو شیخین نے اپنی اپنی جامع اور التلیف میں ذکر نہیں کیا۔

۵۔ حدیث آئین بالجہر کو علی شرط شیخین کہا ہے اور حدیث میں آئین بالا خفا کو صحیح الاسناد کہا۔ اس فیصلہ سے ہی حدیث آئین بالا خفا کو ترجیح ثابت ہوئی۔

۵۔ اگر یہ حدیث صحیح الاسناد ہو تو امام بخاری علیہ الرحمۃ امام مسلم علیہ الرحمۃ اپنے مسلک مذہب کی تائید میں اپنی تالیفات بخاری شریف اور مسلم شریف میں درج فرماتے۔

اعراض حاشیہ ترمذی

بعض روایت میں خفض بھا صوتہ کی بجائے جو مد بھا صوتہ آیا ہے جو معنی اس کے محمد بن اطلال یعنی ملاذ کیا کے لکھے ہیں اور بعض محدثین نے مد سے ملاذی جو اصل کلمہ میں ہوتا ہے یا آخر کلمہ میں ہوتا ہے مراد آیا ہے یعنی یہ مد حذف کے بالمقابل ہے

نکہ خفض کے بالفاظ کیوں کہ خفض کی ضد جہس سے نہ کہ مد بہر حال اس مد بھا صوتہ سے بہر ثابت نہیں ہے لہذا امام بخاری علیہ الرحمۃ اس حدیث کو باجہر معلوم ہوئے نہ چھوڑے اور بالضرور اس کو اپنی صحیح جامع میں درج فرمائے۔ اور اگر مفید طلب ہو تو اس سے تعرض نہ فرماتے۔ ضرور ضرور اس میں کوئی غلطی تادمہ تھی جس کے سبب سے اس کو چھوڑ دیا۔

اور جو بعض روایت رفع بھا صوتہ وارد ہے۔ اس کو بھی اس پر تیس کرنا چاہیے اور روایت بالمعنی ہے۔ یعنی بعض راویوں نے مد کی تفسیر رفع کے ساتھ کے ساتھ کی ہے حالانکہ مد کے معنی اطلال کے ہیں بامعارضی ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے اور اگر بالعرض مد کو بعضی رفع کے بھی سہی تو مراد اس سے بعض اوقات بلند کرنا ہے جو تعلیم امت کے لیے ہے اور یہ آئین بالا خفا کے معنی نہیں۔

سرکار نے یہ فرمایا کہ جب امام آئین کہے تم بھی آئین کہو تو اس سے امام کو آئین بالجہر ثابت ہو جاتا مگر قولوا سے مقتدیوں کا پھر بھی آئین بالجہر ہونا ثابت نہ ہوتا بطریق تنزل اگر مقتدیوں کا بھی آئین بالجہر ثابت ہو تو یہ تب ہی ہوگا جب کہ سرکار یہ فرماتیں اذ قال الامام امین قولوا امین کہ جب امام امین کہے تو تم بھی آئین کہو مگر سرکار نے یوں فرمایا۔ بلکہ فرمایا اذ قال الامام غیر المعضوب علیہم ولا الضالین قولوا امین اس سے بہر ثابت نہیں۔

سرکار نے تو وضاحت ہی فرمادی۔ اذ قال الامام ولا الضالین قولوا امین فان السلاکۃ یقولون امین وان الامام یقول امین

جب امام ولا الضالین کہے تم آئین کہو۔ امام نے قرأت پڑھی ہے۔ تم آئین کہو۔ امام کا کہہ قرأت کرنا ہے۔ مقتدیوں کا کہہ کرنا نہیں ہے۔ مقتدیوں کا کہہ امام امین کہنا کہنا ہے اور وہ اونچی نہیں کہنا ہے۔ تب ہی سرکار نے وضاحت فرمادی کہ امام بھی آئین کہتا

ہے۔ تمہیں علم نہیں کیونکہ وہ آہستہ کہتا ہے۔ اگر امام اونچی کہتا ہو تو سرکاری تعلیم دفرماتے کہ ان الامار یقول امین کہ امام بھی آئیں کہتا ہے۔

اعتراض قال امین سے جہر ثابت ہوا ہے۔ فتولوا امین سے بھی جہر ثابت ہے۔

جواب تمام فقہاء و محدثین ان احادیث کو جس میں مثال اور فتولوا امین کے کھانا اور کلمات طہیات میں فضائل آئین بیان فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے ان حدیثوں کو آئین بالجہر کے باب میں بیان کر دیا تو یہ فقط ان کا اپنا اجتہاد اور استدلال ہے جو ہم پر نجات نہیں ہے کیونکہ لفظ قل سے۔ جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے بخاری شریف میں جہر پر استنباط کیا ہے کہ قل سے جہر مراد ہے۔ یہ فقط اپنے مذہب کی تائید ہے۔

حدیث کے الفاظ مثال۔ فتولوا اس معنی ہے کہ رسول و درویش در نہ قل هو اللہ احد سے جہر ثابت ہو جائے گا حالانکہ قل هو اللہ احد آہستہ بھی پڑھتے ہیں۔

قل یا ایہا الکفرون سے جہر ثابت ہو جائے گا حالانکہ قل یا ایہا الکفرون آہستہ بھی پڑھتے ہیں۔

قل اعوذ برب الفلق سے جہر ثابت ہو جائے گا حالانکہ قل اعوذ برب الفلق آہستہ بھی پڑھتے ہیں۔

قل اعوذ برب الناس سے جہر ثابت ہو جائے گا حالانکہ قل اعوذ برب الناس آہستہ بھی پڑھتے ہیں۔

قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون سے جہر ثابت ہو جائے گا حالانکہ قولوا لا الہ الا اللہ تفلحون آہستہ بھی پڑھتے ہیں۔

قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا حالانکہ قولوا آمنا باللہ وما انزل

سے جہر ثابت ہو جائے گا الینا آہستہ بھی پڑھتے ہیں۔

قولوا اظہروا واسمعتوا سے جہر ثابت ہو جائے گا حالانکہ قولوا اظہروا واسمعتوا آہستہ بھی پڑھتے ہیں۔

قولوا سبحانک الحمد یعنی جب امام سمع اللہ لمن حمدا کہے تو تم سبحانک الحمد کہو تو اس سے بھی جہر ثابت ہو جائے گا۔ حالانکہ امام و مقتدی سارے ہی سبحانک الحمد آہستہ کہتے ہیں۔

قولوا التحیات یعنی التحیات پر طہر حالانکہ اس کو آہستہ پڑھتے ہیں۔

غیر مقلدوا اسباب تمام مذکورہ صیغوں میں تسل اور فتولوا آیا ہے تو ان تمام کو جہر سے پڑھنا کیوں مسنون قرار نہیں دیتے ہو اور ان کو آہستہ کہنا کیوں مسنون قرار دیتے ہو۔ قولوا کے معنی پکارنے کے کہیں نہیں ثابت ہوتے بلکہ تم کہو کے ثابت ہوتے ہیں۔ آئین کا کہنا آہستہ بھی ہو سکتا ہے۔

کیا غوث الاعظم آئین اونچی کہتے تھے؟

گیارہویں شریف دینے والے اپنے غوث کی طرح آئین بھی اونچی کہو

ادل تو یہ ہے کہ یہ کتاب ہی حوث الاعظم کہ نہیں دیکھو تو وہی حدیث وغیرہ۔ اگر مان بھی لیا جائے تو غوث الاعظم علیہ السلام حضرت احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مقلد ہیں مقلد۔ غیر مقلد نہیں ہیں غیر مقلد۔ فقیہ الطالین ہیں کئی مقام پر فرماتے ہیں۔ میں یہ حنبلی ہونے کی وجہ سے امین بالجہر کے قائل اور مجوز ہیں۔

غوث اعظم علیہ الرحمۃ ہمارے مرشد کمال ہیں پیر معتمد ہیں یہ ہمارا مشرب ہیں فیوض و برکت تعرف یہاں سے لیتے ہیں اور امام اعظم ہمارے مجتہد اعظم ہیں یہ ہمارا مذہب ہیں۔ مسائل

اجتہاد فردیہ کے احکام یہاں سے ملتے ہیں۔ ہم امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں فرضی مسائل کے احکام ہم امام اعظم سے لیتے ہیں لہذا اب امام احمد بن حنبل کی تقلید فرماتے ہوئے اگر امین بالجہر کریں تو حرج کی بات نہیں۔ مگر وہ ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر آہستہ بھی کی جائے تو حرج نہیں۔ یہودیوں کو عظم ہے کہ ہم امین آہستہ کہتے ہیں۔

- ۱۔ غیر مقلد: غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقلد ہیں جلیل المذہب ہیں۔ آپ بڑے دعویٰ سے بکا رہے ہیں اللہ تعالیٰ مجھے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم و دائم رکھے۔ اور اسی پر میری موت ہو اور اسی مذہب پر میرا شجر ہو۔ ص ۱۱۵ غنیۃ الطالبین۔ غیر مقلد: ائمہ تقلید شخصی کو شرک و بدعت قرار دیتے ہو۔
- ۲۔ غیر مقلد: ائمہ رکعت تراویح کے قائل ہو حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں رکعت تراویح کے قائل اور مجوز ہیں۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۱۵
- ۳۔ غیر مقلد: غوث پاک فرماتے ہیں کہ وضو اور تیمم میں زبان سے نیت کرنا افضل ہے تم زبان سے نیت کرنے کو بدعت سیئہ قرار دیتے ہو۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۱۵
- ۴۔ غیر مقلد: ائمہ گردن کا مسح کرنے کو بدعت سیئہ قرار دیتے ہو مگر غوث اعظم کے نزدیک گردن کا مسح کرنا سنت ہے۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۱۵
- ۵۔ غیر مقلد: ائمہ اذان میں ترجیح کرتے ہو شہادتین کا تکرار کرتے ہو مگر غوث اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اذان یا ترجیح کہنی چاہیے۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۱۵
- ۶۔ غیر مقلد: ائمہ سرکار کے روضہ کی نیت کر کے جانا شرک قرار دیتے ہو اور زیارت روضہ مقدسہ میں اس سے کھڑے ہو کر دعا مانگنا چاہیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا چاہیے۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۱۵
- ۷۔ غیر مقلد: ائمہ بزرگوں کے قیام تعظیمی کے منکر ہو اور شرک قرار دیتے ہو۔ غوث اعظم فرماتے ہیں۔ بادشاہ عادل اور مال باب کسی دیندار بزرگ کی تعظیم

کے لیے قیام کرنا چاہیے۔ غنیۃ الطالبین ص ۱۱۵ غوث اعظم البقول تمہارے کون ہوتے۔ معاذ اللہ

- ۸۔ غیر مقلد: غوث الاعظم علیہ الرحمۃ اقرأت خلف الامام یعنی امام کے پیچھے قرأت فاتحہ اور سورت یا رکوع پڑھنے کو منع فرماتے ہیں اور سختی سے قرأت خلف الامام کو روکا ہے۔ غنیۃ ص ۱۱۵، ۱۱۶ مگر تم صبح سے لے کر شام تک لا صلۃ الا بفتح الکت اب پڑھ رہے ہو حالانکہ تم ابھی تک اس کے شان بیان کو نہ سمجھ سکے۔ تم لا حرف نفی کے متعلق نہ سمجھ سکے کہ لا (حرف نفی) لا نفی جنس ہے یا لا نفی کمال ہے۔ تم یہ بھی ابھی تک نہ سمجھ سکے۔ اس کا محل اور مصداق کیا ہے؟ امام و منفرد کے لیے ہے یا امام و مقتدی کے لیے؟
- غیر مقلد: ابھی طرح سے سمجھ لو کہ آپ نے جو فاتحہ خلف الامام یا قرأت خلف الامام سے منع کیا اس لیے کہ یہ آپ کا مذہب ہے اور آپ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ کے مقلدین میں سے ہیں اگر یہ تقلید شخصی شرک و بدعت ہوتی تو آپ مقلد ہونے کی حیثیت سے اور مشرک اور مبتدع ہونے کی حیثیت سے (معاذ اللہ) بھلا مقبول بارگاہ الہی کیسے ہوتے ہر کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کیسے ہوتے۔ آپ کی کلمات! موصلا دھار بارش کی طرح کیسے ہوتیں۔ آپ کا مولوی وحید الزماں مسترحم غوث اعظم کو۔
- ۹۔ غیر مقلد: ائمہ تقلید شخصی کو مشرک و بدعت کہہ رہے ہوں مقلد ہو کہ تقلید شخصی حرام ہے مگر غوث اعظم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عامی کو اختلافی مسائل میں امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہیے۔ غنیۃ الطالبین
- ۱۰۔ غیر مقلد: ائمہ توبیہ عقیدہ رکھتے ہو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرکز مٹی میں مل گئے (توفیر الایمان) مگر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار کے غلاموں اور خادموں کے متعلق فرماتے ہیں میریت اپنے زائر کو بھیجی تھی سب جب وہ قبر آتا ہے غنیۃ الطالبین ص ۱۱۵

صحابہؓ دالے مقلد ہیں

غیر مقلدین حضرات اگر قدرے حیار رکھتے ہوں تو اپنے مذہب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جماعت محدثین خصوصاً محدثین صحابہؓ سے حدیث یعنی چھوڑ دیں۔ شرعاً ان کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ غیر مقلدین ان کی حدیث لیں کیوں کہ محدثین! مقلدین ہیں۔

۱۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ امام مسلم علیہ الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ ۳۔ یعقوب الحدادی

۳۔ امام ترمذی علیہ الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ محمد بن المذہب ۵۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ

۵۔ امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ رحمۃ اللہ علیہ ۶۔ امام ابن ماجہ علیہ الرحمۃ

۷۔ غیر مقلدیت کا نتیجہ ایک حدیث بھی نہ سمجھ سکے۔

اعتراض غیر مقلدین

آہستہ آہستہ کہنے کے متعلق اصناف حلقہ احادیث پیش کرتے ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کر سکتے۔ دیکھتے

وائی بن حجر کی حدیث ترمذی شریف میں مذکور ہے جسے اصناف امین بالاخفاء میں پیش کرتے ہیں۔ امام ترمذی اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ حدیث سفیان اصح من حدیث شعبہ فی ہذا الی ان وصال وخص بھا صوتہ وانما ہو صدق بھا صوتہ

جواب! اصناف نے امین بالاخفاء کے بارے میں جتنی احادیث پیش کی ہیں کیا یہ سب کی سب سندیں ضعیف ہیں؟ ہرگز نہیں اور کیا سب احادیث کی اسناد میں شعبہ ہی راوی آ رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اور کیا شعبہ ہر جگہ ہی غلطی کر رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر یہ احادیث امین بالاخفاء کے بارے میں کیوں مقبول نہیں؟ یقیناً مقبول ہیں

جواب! اگر ساری کی ساری سندیں ضعیف ہیں تو پھر بھی اصول حدیث مستلزم ہے کہ اگر حدیث ضعیف کثرت طرق سے وارد ہو تو وہ حدیث حسن لغیرہ کے مرتبہ کو پہنچ جاتی ہے۔

جواب! شعبہ یا ضعیف راوی جن کی وجہ سے حدیث ضعیف ہوئی تو یہ منحرف محدث!

ضعیف راویوں کی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے بعد کے زمانہ کہے۔ لہذا شعبہ کا ضعیف ہونا بطریق تشکیل پہلوؤں کو مضبوط نقصان دہ نہیں! امام اعظم کے پاس جب یہ احادیث پہنچی ہیں۔ اس وقت ان میں ضعف نہ تھا۔ کیوں کہ امام اعظم نے ثقہ تابعی سے سنا اور تابعی نے صحابی سے جو کہ عادل ہیں سنا اور صحابی نے سرکار سے سنا۔ یہاں ضعف کیسے آئے۔

جواب! اگر یہ حدیث بالفرض پہلے سے ہی ضعیف ہو تو امام اعظم علیہ الرحمۃ جو مجتہد مطلق ہیں اس کو قبول فرماتے تو اسے قوی اور معتبر ہو گئی کیوں کہ مجتہد جب کسی ضعیف حدیث سے بھی استدلال استنباط واجتہاد کر لیتا ہے تو وہ حدیث قابل قبول اور مقبہ قرار پا جاتی ہے۔

جواب! چونکہ اس حدیث پر امت مسلمہ کے ایک عالم نے عمل کر لیا ہے۔ لہذا اس حدیث کا ضعف جاتا رہا۔

جواب! جو حدیث ضعیف اتقی بالقول کے مرتبہ پر ہو اس کا ضعف جاتا رہتا ہے۔ امت مسلمہ نے اس حدیث کی تلقی بالقول کی ہے۔

جواب! آئین بالاخفاء کی حدیث کو قرآن حکیم کی تائید حاصل ہے لہذا یہ حدیث قوی ہو گئی اور آئین بالجہر کی حدیث قرآن حکیم کے خلاف ہے لہذا آئین بالاخفاء کی حدیث پر عمل کرنا مؤید بالقرآن اور مطابق بالقرآن ہے۔

جواب! حدیث امین بالاخفاء کی قیاس بھی تائید کرتا ہے اور بلند آواز سے آئین کہنے کی حدیث! قیاس شرعی اور قیاس عقلی کے خلاف ہے۔ لہذا حدیث آئین بالاخفاء قوی ہوئی۔ اس پر عمل کرنا چاہیے۔

جواب! اصناف نے جو روایات پیش کی ہیں ان کو ان کے دعویٰ سے متعلق اور رابطہ ہے اور دعویٰ اور دلائل میں تقریباً تام ہے۔ بخلاف غیر مقلدین کے انہوں نے جو روایات پیش کی ہیں ان کو ان کے دعویٰ سے دلائل واسطہ بھی نہیں اور تقریباً تام بھی نہیں ہے اور نہ کوئی ان کے

ماہین مطابقت ہے یہ تو سوال گندم اجواب بخود والا معاملہ ہے۔

جواب ۱ غیر مقلدین جو حدیث امین بارفع کو پیش کرتے ہیں یہ مختل ہے سرکار نے تعلیم امت کے لیے رفع فرمادیا۔ لہذا اگر مختل ہوا اور خروج غرض جیسا کہ امین قیوم ہوزی نے زاد المعاد میں ذکر کیا ہے۔ یہ واضح دلیل ہے کہ امین بالجہر بالدوام نہ تھا بلکہ کبھی کبھی تعلیم امت کے لیے رفع کیا ورنہ امین بالاخفاء بالدوام تھا۔

جواب ۲ آمین دعا ہے دعا کا آہستہ کہنا ہی افضل ہے اور قرن قیاس۔

جواب ۳ صحابہ کرام نے امین بالجہر کو چھوڑ دیا تھا۔ یہیں سے واضح ہوا کہ ان کے نزدیک آمین بالاخفاء کی کوئی اصل تھی لہذا امین بالاخفاء سنت ہے۔

جواب ۴ مدہ بھا صوتہ یہ روایت بالمعنی ہے۔ اصل لفظ خفض بھا صوتہ اور مدہ مدہ دو قسم (حاشیہ بخاری فضائل القرآن جلد ۱)

اعتراض ابن ماحبہ میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال غیرا لمغضوب علیہم ولا الضالین قال آمین حق بسمعنا اهل الصف الاول فیرفع بھا المسجد۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فرماتے تو آمین فرماتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے تو مسجد گونج جاتی تھی۔

جواب ۱ اول غیر تویہ ہے کہ تم حدیث پوری ذکر نہیں کرتے کیوں کہ وہ تمہارے لیے ضرب کاری تھی ملاحظہ عن ابی ہریرۃ قال ترک الناس التامین۔ لوگوں نے آمین کو بچی کہنا چھوڑ دی تھی اس جملہ سے معلوم ہوا کہ عام صحابہ کرام نے بلند آواز سے آمین کہنا چھوڑ دی تھی جس پر ابو ہریرہ یہ فرما رہے ہیں۔ صحابہ کا کسی چیز پر عمل چھوڑ دینا اس حدیث کے مترادف

منسوخ کی اصل ہے۔ لہذا یہ حدیث ہماری (اخلاف کی) توثیق ہے۔

جواب ۲ یہ حدیث عقل و مشاہدہ کے خلاف ہے۔ جو حدیث عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہو وہ قابل عمل نہیں ہے۔ کیوں کہ گونج گنبد الی مسجد یا اونچی پختہ مسجد میں پیدا ہوتی ہے چھپر والی والی مسجد میں گونج پیدا نہیں ہوتی۔

اعتراض ابو داؤد شریف میں ہے حضرت دائل بن حجر سے روایت ہے۔

قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولا الضالین

قال آمین ورفع بھا صوتہ

معلوم ہوا اونچی آواز سے آمین کہتی چاہیے۔

جواب ۱ حضرت دائل بن حجر کی اصل روایت میں مدہ بھا صوتہ ہے نہ کہ رفع بھا صوتہ۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں مذکور ہے جس کے معنی کھینچنے کے ہیں نہ کہ بلند کرنا کے یہاں کسی راوی نے روایت بالمعنی کی ہے۔ مدہ کو رفع سے تعبیر کیا ہے۔ مراد وہ ہی کھینچنا ہے نہ کہ بلند کرنا اسی وقت روایت بالمعنی کا دستور تھا

جواب ۲ ترمذی شریف اور ابو داؤد شریف کی روایتوں میں نماز کا ذکر نہیں حضور سرکاری قرات کا ذکر ہے ممکن ہے کہ نماز کے علاوہ کسی قراءہ کا ذکر فرمایا ہو۔ مگر جو روایات ہم (اخلاف) نے پیش کی ہیں اس میں نماز کا صراحۃً ذکر ہے۔

جواب ۳ امین بالجہر اور امین بالخیفی کی احادیث تعارض ہے مگر آہستہ کی روایتیں قرآن حکیم کے مطابق ہیں اور قیاس شرعی کے موافق ہیں لہذا آہستہ امین کہنی سنت ہے صحابہ کرام ہمیشہ آہستہ آمین کہتے تھے اور آہستہ آمین کہنے کا حکم دیتے تھے۔ اور زور سے آمین کہنے کو منع کرتے تھے۔

جواب ۴ زور سے آمین کہنے کی روایات متردک ہیں کیونکہ صحابہ کرام نے اپنی کہنا ترک فرمادیا تھا۔ (بخاری شریف جلد اول)

نے اسے قوی نہیں تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ یہ حدیث سخت ضعیف ہے لہذا قابل عمل نہیں ہے۔

اعتراف

بخاری شریف میں ہے۔ وقال عطاء امین دعاء امین ابنا الزبیر من وراء حجاب حتى أتوا المسجد لکثرة حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ امین دعا ہے اور حضرت ابن زبیر اور جو ان کے پیچھے تھے انھوں نے امین کہی یہاں تک کہ مسجد میں گونج پیدا ہو گئی۔

اس حدیث کے بھی چند جواب ہیں۔

جواب ۱ قول عطاء ہمارے مسک کے مطابق ہے لہذا آمین آہستہ کہنی چاہیے کیونکہ امین دعا ہے اور دعا قرآن کریم کے نظریے کے مطابق آہستہ کہنی چاہیے۔ ادعوا بکسم تضرعاً وخفیة

جواب ۲ اس حدیث میں نماز کا ذکر نہیں نہ معلوم کہ یہ تلاوت اخراج صلوٰۃ ہوئی ہے یا نماز میں بظاہر یہی ہے کہ یہ تلاوت خارج نماز ہوگی۔ تاکہ حدیث میں مطابقت رہے۔

جواب ۳ یہ حدیث عقل اور شہادہ کے خلاف ہے کیوں کہ کچھ اور پھر والی مسجد میں گونج پیدا نہیں ہو سکتی۔ لہذا یہ حدیث واجب القبول ہے۔

ابن ماجہ میں ہے۔

اعتراف

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال غیر المغضوب علیہم ولا الضالین قال امین حتی یسمعہا اهل الصف الاول فیرتج بہا السجد

واضح ہوا کہ غیر مقلدین کے پاس ایسی کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں جس سے نماز میں امین بالجہر کی تصریح ہو۔ لہذا وہ اپنی ساری طاقتوں کو بالائے طاق دکھ کر ادا بھرتے ہوئے جذبات کو سمیٹ کر حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سرسراج الامۃ علیہ الرحمۃ کی تقلید کا دامن تھام کر اعلان کریں۔

جواب ۱ نیز یہ تعلیم امت کے لیے سرکار نے رفع کیا چند بار مختلف اوقات میں سرکار نے رفع فرمایا تو یہ آمین بالا خفا کے منائی نہیں۔ جبکہ ابن قسیم جوزی نے زاد المعاد میں بیان کیا ہے۔ ومن هذا ايضا جهر الامام بالامت امین وہانا من الاختلاف الباح

الذی لا یعنف فیہ من فعلہ ولا من ترکہ۔ اس سے ہے ایسے ہی امام کو امین کو بالجہر کر دینا یہ وہ مباح اختلاف ہیں جس کے کرنے والے اور نہ کرنے والے کو برا نہیں کہا جاسکتا لہذا ابن قسیم جوزی کے نزدیک امین بالا خفا دعویٰ ہے اور امین بالجہر یہ تعلیم امت کے لیے ہے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ مسئلہ امین ایسا ہے اس کو آہستہ کہا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں اور ادا کیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ غیر مقلد امام نے خواہ غواہ شور ڈال کھا ہے۔ ہمارے پاس حدیثیں ہیں۔ لا تہینے اس دعویٰ پر ایک حدیث صحیح مرفوعہ غیر متصل غیر متداول غیر صریح غیر متروک بھی پیش کر سکتے۔ فاستواثر ما نکون ککتفو صدقین۔

اعتراف

ابو داؤد شریف میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو قال امین حتی یسبح صت یلیہ من الصف الاول یعنی جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو اس طرح امین کہتے کہ صف اول میں آپ سے جو قریب ہوتا تو وہ سن لیتا۔

جواب ۲ یہ حدیث تو آپ کے بھی خلاف ہے۔ پہلے آپ نے حدیث پیش کی ہے کہ امین کے موقع پر مسجد نبوی سرکار کے زمانہ میں گونج جاتی تھی۔ اس میں یہ ہے کہ صرف سرکار کے قریب والے صف اول میں سے (چند افراد) سن لیتے تھے۔

جواب ۳ بظاہر یہی ہے کہ یہ نماز میں امین کا ذکر نہیں۔ یہ خارج صلوٰۃ

جواب ۴ اس حدیث کی اسناد میں بشر بن رافع ہے وہ ملعون ہے اسے قرظی نے کتاب الجنائز میں اور حافظ امام ذہبی نے میزان میں سخت ضعیف کہا ہے۔ امام احمد نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔ ابن معین نے اس کی روایت کو موضوع قرار دیا ہے امام نسائی

عزیز قارئین کرام! فرقہ واریہ اس بارے میں اکیس حدیثیں پیش کرتے ہیں ان سے بھی نہ تو اکثر فعلِ آپ کی ذات کا ثابت ہوتا ہے اور نہ دائمی اور علاحدہ اس کے وہ حدیثیں ضعیف اور منسوخ ہیں جس کے بارے میں ہم انشاء اللہ تعالیٰ جرح و قدح کر سکتے ہیں۔ یہ فرقہ واریہ اکثر اوقات خواص الناس اور کم علم لوگوں کو دکھا کر دھوکا میں ڈالتے ہیں۔ ہمارے سامنے آجائیں۔ انشاء اللہ اسی طرح ایک ایک حدیث کے بارے میں جرح و قدح کی جائے گی۔ پھر ناظرین کو اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔ لوگ سراسر جھوٹے ہیں ناحق امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنی زبان سے یہاں مٹھ جیتے ہیں۔ امام پر اعتراضات کرنے والے غور کریں۔